ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۴/دسمبر ۱۹۹۸ء شمارہ ۴۹

۱۵/شعبان ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۴/فتح ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو

"نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے۔ جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر مزے پر غالب ہے۔ لذاتِ جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں۔ اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔

نماز خواہ نخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے۔ اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے اور اس میں ایک لذت رکھ دی ہے جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ جیسے لڑکے اور لڑکی کی جب شادی ہوتی ہے اگر ان کے ملاپ میں ایک لذّت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر نماز میں لذت نہ ہو تو وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کر کے دعا کرنی چاہئے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذّت پیدا ہو۔ جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پُر ہے جس کی تفصیل نہیں ہو سکتی۔ جب وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے۔ اگر دو چار دفعہ بھی لذت محسوس ہو جائے تو اس چاشنی کا حصہ مل گیا، لیکن جسے دو چار دفعہ بھی نہ ملا وہ اندھا ہے۔ من کان فی ھٰذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمیٰ (بنی اسرائیل :۷۳) آئندہ کے سب وعدے اسی سے وابستہ ہیں۔ ان باتوں کو فرض جان کر ہم نے بتلادیا ہے۔

متکبر دوسرے کا ہمدرد نہیں ہو سکتا۔ اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ رکھو بلکہ ہر ایک کے ساتھ کرو۔ اگر ایک ہندو سے ہمدردی نہ کرو گے تو اسلام کے سچے وصایا اسے کیسے پہنچاؤ گے؟ خدا سب کا ربّ ہے۔ ہاں مسلمانوں کی خصوصیت سے ہمدردی کرو اور پھر متقی اور صالحین کی اس سے زیادہ خصوصیت سے۔ مال اور دنیا سے دل نہ لگاؤ۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تجارت وغیرہ چھوڑ دو بلکہ دل بایار اور دست باکار رکھو۔ خدا کاروبار سے نہیں روکتا بلکہ دنیا کو دین پر مقدم رکھنے سے روکتا ہے۔ اس لئے تم دین کو مقدم رکھو۔ (ملفوظات جلد سوم، طبع جدید، صفحہ ۵۹۱،۵۹۲)

میں امید رکھتا ہوں کہ یہ صدی ختم نہیں ہوگی جب تک جماعت کو اللہ تعالیٰ کروڑوں سے اربوں میں داخل نہ کردے

اگر خدا کی خاطر یا بنی نوع انسان کی خاطر کام کر رہے ہیں تو جمگھٹوں کا لطف نہ اٹھائیں بلکہ جمگھٹوں کی تکلیف کے باوجود کام کرتے چلے جائیں۔ خدا کی خاطر اپنے آراموں سے قطع تعلقی بھی تبتّل کا ہی ایک نام ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۰/نومبر ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۰/نومبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ المزمّل کی آیت "وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" کی تلاوت کی اور گزشتہ خطبہ کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کیا جس میں آپ فرماتے ہیں کہ میں محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا اور پھر اب خدا تعالیٰ کے وعدوں کے نتیجہ میں اس نے شہرت بھی عطا فرمائی ہے اور لوگ دور دور سے آتے ہیں اور تحائف لے کر بھی آتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آغاز نبوت کا حال ہے۔ جتنے بھی انبیاء علیہم السلام باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۴/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی کلاس کی کارروائی جو آج ہی ریکارڈ ہوئی تھی براڈکاسٹ کی گئی۔ حسب معمول آغاز کلاس تلاوت قرآن کریم اور ترجمے سے ہوا اور پھر نظم کے بعد قرآن مجید میں بیان شدہ انبیاء علیہم السلام کے اسماء کے موضوع پر تقریر ہوئی۔

مقررہ نے حضرت آدمؑ کے سلسلے میں پڑھا کہ انہوں نے کعبہ کی تعمیر کی۔ حضور انور نے تصحیح فرمائی کہ کعبہ اس ہفت ہزار کے آدم سے بہت پہلے کا تعمیر کیا گیا ہے اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے کئی آدموں کا ذکر فرمایا ہے اور حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے خواب میں ان آدموں کو طواف کرتے دیکھا۔ اس لئے کعبہ بہت قدیم ہے۔

ذوالکفل کی تشریح حضور نے بتائی کہ یہ اصل میں ذوالکپل ہے۔ عربی زبان میں پ استعمال نہیں ہوتی۔ اور مطلب ہے وہ نبی جو کپل والے تھے۔ یعنی حضرت بدھ علیہ السلام۔ ایک اور نکتہ بہت اہم جس سے عوام واقف نہیں ہیں عدد ۲۵ ہے یعنی ۲۵ انبیاء کے اسماء کیوں قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں جبکہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار پہلے گزر چکے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ عہد نامہ جدید میں ایک کتاب کا نام ہے مکاشفہ۔ جس میں الہامات اور پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ اس میں Seven Thunders کا ذکر ہے۔ اور لکھا ہے کہ ۲۴ تخت آسمان سے اترے اور پھر پچیسواں اترا اور وہ سب سے اونچا آنحضرت ﷺ کا تخت تھا۔ بظاہر آپ سمجھیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تخت کا ذکر نہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے ظل تھے اور آپؑ کی نبوت ظلی تھی جسے نُسخَۃٌ مُنْتَسخَۃٌ کی حالت سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس دلچسپ اور پرُاز معلومات تقریر کے بعد تین اور تقاریر کی گئیں۔ (۱) حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے چند واقعات۔ (۲) انبیاء پر ایمان۔ (۳) خاتم النبیین۔ تقاریر کے درمیانی وقفہ میں نظمیں بھی سنائی گئیں۔

اتوار، ۱۵/نومبر ۱۹۹۸ء:

انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ۱۸/دسمبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوا پروگرام ملاقات دوبارہ نشر کیا گیا۔ چند سوالات درج ذیل ہیں:

☆...... آواگون، یوگا، کائنات کا تصور، تخلیق یعنی زندگی کا آغاز، اخلاق کا فقدان، اسلام میں عورت کی حیثیت اور حقوق۔

سوموار، ۱۶/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۷۹ جو ۱۰/ستمبر ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۱۷/نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۸۸ جو سورۃ التغابن سے شروع ہوئی ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔

آیت نمبر ۹ میں ہے فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِه وَالنُّورِ الَّذِی اَنْزَلْنَا۔ اس میں نور سے مراد کتاب اور کتاب کی روشن تعلیم ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ بھی نور ہیں۔ کتاب کا نور آنحضرت ﷺ کو دیکھے بغیر کھل نہیں سکتا۔

آیت نمبر ۱۲ میں ہے کہ کوئی بھی مصیبت اللہ کے اذن کے بغیر نہیں آتی۔ اذن میں عمومی اجازت ہوتی ہے۔ مصائب بھی قوانین قدرت کے مطابق نازل ہوتے ہیں۔ وہ مومن جن کو بخشنا مقصود ہوتا ہے وہ اس وبال کے نتائج سے بچ جاتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۵ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان اولاد اور ازواج کی محبت میں اندھا ہو جاتا ہے اور بسا اوقات یہ دنیوی اور اخروی لحاظ سے نقصان کا باعث بن

جاتے ہیں۔ اس صورت حال میں احتیاط کی نصیحت ہے کہ یہ تمہارے چھپے ہوئے دشمن ہیں اور تمہاری محبت کہیں تمہاری غفلت کی وجہ سے تمہیں نقصان نہ پہنچادے۔

بدھ، ۱۸ر نومبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۸۹ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ سورۃ التغابن کی آیت ۱۵ کے مضامین کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ازواج اور اولاد میں سے بعض کی دشمنی ایک فطری اور استمراری حالت کا بیان ہے۔ یعنی غلط تربیت کے نتیجے میں اولاد بے راہ رو ہو جاتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے خطوط ملتے رہتے ہیں جن میں والدین لکھتے ہیں کہ ہماری اولاد بڑی ہو کر غلط رستے پر گامزن ہو گئی ہے۔ ہمیں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ طریقہ وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان آیات کی روشنی میں بیان فرمایا ہے یعنی ان سے سختی نہ کرو کیونکہ سختی کے نتیجے میں اولاد تمہاری دشمن ہی بنے گی۔ فاحذروھم سے عمومی طور پر اولاد ہی مراد ہے۔ یعنی اے ایمان والو تمہاری اپنی ازواج اور اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ازواج کی بھی ایک تربیت ہوا کرتی ہے۔ بیوی یا خاوند ایک دوسرے کی کوئی ناپسندیدہ بات دیکھیں تو عفو سے کام لیں اور درگزر کریں۔ اور اولاد کی تربیت کے سلسلے میں اللہ پر توکل کرو اور ان سے احتیاط کا معاملہ کرو۔ تمہاری سختیوں کی وجہ سے وہ کہیں بداعمالیوں کا شکار نہ ہو جائیں۔ اگر تم بخشش اور عفو سے کام لو تو اللہ تعالیٰ بھی بخشش کرنے والا ہے۔ تم اپنی ہوشیاری اور سختی پر تربیت کی بنا نہ ڈالو کیونکہ اس نے تمہاری بخشش عفو کے ساتھ کی ہے۔ توکل خدا پر رکھو وہ چاہے گا تو اصلاح ہو گی ورنہ نہیں ہو گی۔

اس کے بعد آیت نمبر ۱۶ میں مال کی قربانی کے ذکر کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ انسانی زندگی ان تین ہی چیزوں سے ڈھالی جاتی ہے اسلئے خیال رہے کہ اموال بھی ابتلا میں ڈال دیتے ہیں۔

گزشتہ ایک ترجمۃ القرآن کلاس کے حوالے سے حضور کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ کیا تیسری عالمی جنگ ہو گی اور ۲۰۰۰ء کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہو سکتا ہے، وغیرہ۔

تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس قسم کے بہت سے گھبرائے ہوئے سوال مل رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی ایک سورۃ کی تفسیر میں جو میں نے پہلے ذکر کیا تھا وہ پاکستان کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے کہا تھا۔ جہاں تک تیسری عالمگیر جنگ کا تعلق ہے اور اس کی ایٹمی حیثیت کا تعلق ہے اس بارہ میں ایک ادنیٰ بھی شک نہیں کہ وہ لازماً ہو کر رہنے والا واقعہ ہے۔ ایسا واقعہ ہے ہی نہیں کہ جو لوٹایا جا سکے۔ اگرچہ مصیبتیں ٹالی جا سکتی ہیں لیکن یہ عالمی جنگ جس بنا پر وارد ہونے والی ہے اس کا سورۃ طٰہٰ میں تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ اور اس کی آخری وجہ آنحضرت ﷺ اور اسلام کو باقی ادیان پر غالب کرنا ہے۔ اور کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ اس عظیم تباہی اور تکبروں کے ٹوٹے بغیر اسلام کو وہ غلبہ نصیب ہو جائے اور حضرت محمد رسول اللہ کو وہ غلبہ نصیب ہو جائے اس لئے میں کہتا ہوں کہ باوجودیکہ مصیبتیں ٹالی جا سکتی ہیں مگر یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا اگر یہ مصیبتیں ٹل جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام نے ضرور غالب آنا ہے کسی وقت بھی وہ تیسری عالمی جنگ شروع ہو سکتی ہے جیسا کہ خبریں دی گئی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ خبریں صرف سورۃ طٰہٰ ہی میں نہیں بلکہ ایٹمی جنگ کی خبریں سورۃ الدخان اور سورۃ الھمزۃ وغیرہ اور کئی سورتوں میں بھی دی گئی ہیں۔ اتنی کثرت سے خدا تعالیٰ کا خبریں دینا بے معنی نہیں ہے یہ تو ہونا ہی ہونا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جو پاکستان کے حوالے سے کی تھی وہ اس لئے کی تھی کہ پاکستان کے مولوی اور پاکستان کے مولویوں کے ہاتھ لگے ہوئے سیاسی راہنما اپنی خود غرضی میں احمدیت کی مخالفت میں شدید سے شدید تر ہو رہے ہیں اور اس سے پہلے جس سورۃ کے حوالے سے میں نے بات کی تھی اس میں یہ ذکر گزر چکا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بالآخر ایسے لوگوں کو جب وہ باز نہ آئیں پکڑتا ہے تو پھر ایسی بستیاں ملیامیٹ کر دیا کرتا ہے۔ یہ ایک الگ مضمون ہے۔ یہ جو دوسرا حصہ ہے اس میں گنجائش موجود ہے کہ کچھ لوگوں میں تبدیلی پیدا ہو یا جماعت کی دعائیں سنتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس حصے کو ٹال دے۔ یہ پہلے سے الگ ایک معاملہ ہے جو سردست پاکستان یا بعض ملکوں کی حدود میں ہے جہاں یہ مخالفت شدید سے شدید تر ہو رہی ہے۔ اس پہلو سے جہاں ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان شریروں کے سرداروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو ایسا قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کی دعاؤں اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں اور آپؑ کے الہامات کے مطابق کرتے ہیں۔ یعنی ایسے شریروں کو تباہ کرے جو قوم کے نقصان کے ذمہ دار ہیں، انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے۔ لیکن اس کے باوجود ہرگز دل نہیں چاہتا کہ اللہ پاکستانی بستیوں سے وہ سلوک کرے جو اس سے پہلے بعض بستیوں سے ہو چکا ہے جن کا قرآن میں ذکر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ گھبرا کر لکھتے ہیں کہ ہم نے تو یہاں تجارتی کاروبار میں اتنا سرمایہ لگایا ہوا ہے۔ اگر آپ کہیں تو ہم سب کچھ بیچ کر باہر نکل جائیں۔ حضور نے فرمایا ان کو میں کہتا ہوں ہرگز یہ کام نہیں کرنا کیونکہ ایک طرف ہم دعائیں بھی تو کر رہے ہیں اس لئے بعید نہیں کہ اللہ وہ دعائیں سن لے اور حالات بدل جائیں تو ہمارے ملک کی بستیاں بھی بچ جائیں اور آپ کے سرمائے بھی بچ جائیں۔ اور اگر خدانخواستہ ایسا ہونا ہے تو متبادل انتظامات جو انسان کر سکتا ہے وہ اپنے ذہن میں رکھیں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ متبادل انتظامات کا مطلب یہ سمجھا گیا ہے کہ اپنا سرمایہ ملک سے باہر نکال دیا جائے۔ فرمایا اگر یہ کیا جائے تو سارے ملک میں خطرناک Panic پھیل جائے گی اور رہا سہا نظام باقی نہیں رہے گا۔ اس لئے ایسی جگہ سرمایہ محفوظ کرنا، ایسی صورت میں محفوظ کرنا کہ ایسے حالات میں نکالا جا سکتا ہو تو معقول بات ہے مگر نکال لینا ابھی میں اس کا ہرگز مشورہ نہیں دے سکتا کیونکہ یہ تو پاکستان کے حالات کو بدتر کرنے والا مشورہ ہو گا۔ متبادل صورتوں کے ضمن میں حضور نے فرمایا کہ دوسری جنگ عظیم میں بہت لوگوں نے اپنے سرمایہ کو سونے، ہیروں اور آرٹ کے کام وغیرہ کی صورت میں تبدیل کر کے اپنا سرمایہ باہر نکالا تھا۔ یہ کام تو ہر بزنس مین کا اپنا ہے کہ کس حد تک وہ اپنے سرمائے کو ایسی صورتوں میں ڈھال سکتا ہے جسے جلدی میں اٹھا کر بھاگنا ناممکن نہ ہو۔

حضور انور نے جنگ عظیم اور ۲۰۰۰ء کے تعلق میں ایک سوال پر فرمایا کہ جنگ ہونی تو ہے لیکن اس پہلو سے جلدی بھی ہو سکتی ہے کہ اسلام کے غلبے کا سامان پیدا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے ہمیں اسلام کے کامل غلبے کے لئے تین سو سال انتظار نہ کرنا پڑے بلکہ ہو سکتا ہے کہ دو سو سال بھی نہ کرنا پڑے۔ اس سے لگتا ہے کہ ایک صدی کے بعد کچھ واقعات تیزی سے اس طرح رونما ہونے لگیں گے کہ یہ پھر عالمی تبدیلیاں پیدا ہو جائیں۔ اس پہلو سے ۲۰۰۰ء کو ایک اہمیت ہے۔ دوسرے میں بھی جماعت کو بار بار دعاؤں کی طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ اگلی صدی میں اس طرح داخل نہ ہوں کہ بدبخت مخالفین سر اونچا کئے ہوئے ہوں اور ہمارا سر نیچے ہو۔ اس شان سے داخل ہوں کہ ہم سر اٹھا کر اللہ کے فضلوں کا شکر کرتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہوں اور یہ مولوی ندامت سے سر جھکائے ہوئے اور نامراد داخل ہوں۔

اس کے بعد سورۃ الطلاق کا ترجمہ شروع ہوا۔

جمعرات، ۱۹ر نومبر ۱۹۹۸ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۸۰ نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۰ر نومبر ۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے زائرین کی ملاقات کا وہ پروگرام جو ۱۶ر نومبر ۱۹۹۸ء کو ریکارڈ ہوا تھا براڈکاسٹ کیا گیا۔ سوال و جواب اختصار کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہیں :

☆...... سورۃ الزمر کی آیت ۷ "خلقکم من نفس واحدۃ ثم جعل منھا زوجھا ......" کے حوالے سے دریافت کیا گیا کہ اس آیت سے ہمیں یہ سمجھ آتی ہے کہ انسان نفس واحدہ سے پیدا کیا گیا۔ ہر Cell کا ایک نفس تھا اور انسانی جسم میں کروڑوں خلیے ہوتے ہیں لیکن کہا یہ گیا ہے کہ انسان کا نفس ایک ہی ہے تو اس کے زیادہ نفوس کیوں نہیں ہیں؟۔

حضور انور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ نفس ایک Cell کی Ultimate Consciousness کا نام ہے یا چند خلیوں کے مجموعے کا نام ہے۔ Consciousness کبھی Split نہیں ہوتی خواہ آپ لاکھوں کروڑوں Cells سے بنے ہوئے ہوں۔

☆...... تمام بڑے بڑے انبیاء مڈل ایسٹ کے علاقے میں آئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟۔ حضور نے فرمایا یہ درست نہیں ہے۔ قرآن مجید اس بات سے اختلاف رکھتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ تمام دنیا میں ہر زمانے میں خدا تعالیٰ نے انبیاء بھیجے۔ اس لئے یہ سوال غلط ہے اور مڈل ایسٹ خاص علاقہ نہیں ہے جہاں انبیاء آئے۔ شاید سوال کرنے والے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید نے صرف ان انبیاء کا ذکر کیا ہے جو مڈل ایسٹ میں آئے۔ اور ان انبیاء کا ذکر کیوں نہیں کیا جو دنیا میں دوسری جگہوں اور مختلف زمانوں میں آئے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر قرآن مجید سچا ہے، جو یقیناً سچا ہے، تو پھر تمام دنیا میں کتنے انبیاء آئے ہونگے؟ اور بتایا جاتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے تو اس طرح تو قرآن مجید ناموں سے بھری ہوئی کتاب بن جاتی۔ اور اگر ان کے ساتھ کچھ ان کی تاریخ کا بھی ذکر کیا جاتا کہ ان کے کیا حالات تھے ان پر کیا بیتی تو قرآن مجید تو ایک بے انتہا ضخیم کتاب بن جاتی اتنی کہ کسی انسان کے لئے اسے شروع سے آخر تک اپنی تمام زندگی میں ایک بار پڑھنا بھی مشکل ہو جاتا۔ اور پھر اس کا مقصد کیا ہوتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ایک طریق کا انتخاب کیا ہے جو انبیاء کی نمائندگی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مڈل ایسٹ کو چن لیا ان انبیاء کے ذکر کے لئے جو نمونہ تھے اور جو بھی ان کے ساتھ ہوا عین باقی انبیاء کے ساتھ بھی ان کے لوگوں نے بالکل وہی سلوک کیا اور اس بیان سے یہ کہانی مکمل ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ سوال اٹھتا ہے کہ کیوں مڈل ایسٹ ہی کو چنا، اور کسی جگہ کو کیوں نہ چنا؟۔ وجہ یہ تھی کہ مڈل ایسٹ نے اس خطۂ ارض کی نمائندگی کرنی تھی جہاں آخرکار حضرت محمد ﷺ کا مبارک وجود پیدا ہونا تھا۔ اس لئے اس علاقے کو نمائندگی کے طور پر چنا۔

☆...... سکولوں میں کھلے بندوں جنسی تعلیم (Sex Education) دی جاتی ہے۔ حضور کی رائے میں ہمیں اپنے بچوں کو اس موضوع پر کیسی تعلیم دینی چاہئے؟۔ حضور نے فرمایا قرآن مجید فرماتا ہے کہ تم انہیں عفت کے متعلق تعلیم دو اور وفا کے ساتھ عفت کے تصور کو ان کے دلوں میں پختہ کرو اور بتاؤ کہ عفت اور پاکدامنی کے فقدان اور کھلے بندوں جنسی بے راہ روی کی وجہ سے تمام سوسائٹی مریض بن چکی ہے اور تمام قسم کے امراض اخلاقی اور جسمانی بڑھ چکے ہیں۔ اور یہ تعلیم بہت سے گھروں کو برباد کر چکی ہے۔ یہاں تک کہ لوگ شادی سے ہی بیزار ہو جاتے ہیں۔ یہ تعلیم سوسائٹی کو تباہ کر رہی ہے۔ آپ بچوں کو سمجھائیں کہ آپ ایمانداری کے ساتھ بڑے ہوں اور یہ اخلاقی تربیت ان کے لئے آئیڈیل گھر بنانے کی گارنٹی ہو گی جس میں آرام و اطمینان ہو گا اور کوئی مصیبت نہ ہو گی۔ لیکن اگر وہ Vulgar T.V. فلمیں دیکھیں گے جس میں Homo sexuality کو فطرتی اور جائز قرار دیا جاتا ہے تو پھر تو وہ قرآن اور مذہب کو الوداع کہہ دیں گے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

ربوہ کی ۵۰ سالہ

ملکی ، دفاعی ، علمی اور معاشرتی خدمات کی

ایک جھلک

(پروفیسر) سعود احمد خان ۔ربوہ

ربوہ جماعت احمدیہ کی فعالیت اور مرکزیت کا ایک منہ بولتا نشان ہے اور ایک منفرد شہر ہے۔ کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ بستی بستے بستے بستی ہے لیکن ربوہ تو اس طرح آباد ہو گیا کہ گویا یہ شہر ہمیشہ سے آباد تھا۔ اس میں شک نہیں کہ پاکستان بننے کے بعد یہاں کے شہروں اور قصبات میں بے پناہ تبدیلی آئی۔ اول تو جتنے ہندو اور سکھ یہاں سے گئے اس سے دگنے مسلمان ہندوستان سے آئے۔ نیز یہاں کی آبادی اموات کے مقابلہ میں پیدائش کی شرح زیادہ ہونے کے سبب بڑھتی رہی۔ لیکن ان اضافوں کے پیش نظر صنعتی شہر یا قصبات آباد کرنے کی بجائے پرانے شہروں اور قصبوں کی حدود کو بڑھا کر گنجائش پیدا کی گئی جو اس مسئلہ کا آسان حل تھا۔ چنانچہ ہر بڑے شہر کے ساتھ نئے محلے، سیٹلائٹ ٹاؤن کے نام سے بنائے گئے اور انہی شہروں کے نواحی قصبات میں فیکٹریاں کارخانے لگا کر ان کی شہری آبادی میں اضافہ کر دیا گیا۔ لیکن ربوہ کا بسایا جانا اس اعتبار سے ایک محیر العقول کارنامہ ہے کہ ایک لق ودق میدان میں جہاں میلوں کوئی شہری آبادی نہ تھی اور خود حکومت کے ریکارڈ میں یہ ایک وادی غیر ذی زرع تھی ، زمین شور اور زیر زمین پانی نہایت کھاری جو پینا تو در کنار زراعت کے قابل بھی نہیں اور نہ نہانے دھونے کے لائق بغیر کسی فیکٹری یا کارخانہ لگائے ایک جدید طرز کا شہر معرض وجود میں آگیا۔ بس جماعت کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا عزم تھا کہ قادیان سے نکل کر اپنا ایک مرکز ضرور ہونا چاہئے جہاں سے اشاعت اسلام کی مہم میں رخنہ پڑے بغیر جماعتی تنظیم پھر اپنے محور کے گرد گھومنے لگے گویا اس طرح جماعت نہ کسی احساس محرومی کا شکار ہو اور نہ طبیعتوں میں انتشار کے رجحان کا احتمال پیدا ہو۔

جب اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ ضلع جھنگ میں دریائے چناب کے دائیں کنارے فیصل آباد (لائلپور) اور سرگودھا کے درمیان (جہاں بائیں کنارے چنیوٹ کا قصبہ آباد ہے) ایک قطعہ زمین ۱۰۳۴ ایکڑ حکومت پنجاب سے خرید لیا گیا تو ۲۰؍ستمبر ۱۹۴۸ء کو یہاں ایک مناسب جگہ مسجد کے لئے منتخب کر کے عالمگیر جماعت احمدیہ کے نئے مرکز کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے افتتاح فرمایا۔ اور اس کے بعد ۷؍نومبر کو آپ نے لاہور کے تمام اہم اخبارات اور نیوز ایجنسیوں کے نمائندوں کو خطاب کرتے ہوئے اس جگہ کی اہمیت بیان فرمائی۔ اگرچہ بظاہر یہ حکومت کے ریکارڈ میں ایک بنجر، بے آب وگیاہ زمین تھی جہاں آبادی کا قائم ہو جانا ایک امر محال نظر آتا تھا مگر دریا کے کنارے ، پہاڑوں کے درمیان ایک میدان کا نظارہ آپ اس سے پہلے ایک خواب میں دیکھ چکے تھے۔ اگرچہ خواب والی زمین سرسبز وشاداب تھی جبکہ یہ قطعہ خشک سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان ایک چٹیل میدان تھا۔ شاید اس طرح اللہ تعالیٰ نے کئی سال قبل اس کے جلد پھولنے اور پھلنے کا نظارہ آپ کو دکھایا تھا۔ اس پریس کانفرنس میں جس میں عبدالمجید سالک اور فیض احمد فیض ، پروفیسر سرور اور سردار فضل جیسے نامور ادیب اور سینئر مدیران جرائد تھے اور میاں محمد شفیع (م۔ش) اور جمیل الزمان اور باری علیگ جیسے کہنہ مشق اخباری رپورٹر بھی تھے ۔ آپ نے بتایا کہ اپنے گھروں سے خالی ہاتھ لٹے پٹے نکالے جانے پر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جانا کوئی مردانگی کا شیوہ نہیں بلکہ اس اس نئے وطن عزیز پاکستان کو خوشحال اور ترقی کی راہ پر گامزن کر کے دشمنوں کے ان عزائم کو خاک میں ملانا ہے جو پاکستان کو اول دن سے کمزور کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اخبار احسان نے پاکستان میں ایک نئے امریکی طرز کے شہر کی تعمیر کئے جانے کی سرخی سے اس خبر کو شائع کیا جس میں عوام اور حکومت کو نئے شہر تعمیر کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۲ صفحہ ۵۴ تا ۶۱)

پاکستان ٹائمز نے حضرت خلیفۃ المسیح کے بیان کے اس حصے کو نمایاں طور پر شائع کیا کہ ربوہ سے پندرہ میل کے فاصلے پر سات ہزار ایکڑ صنعتی علاقے کے لئے بہت موزوں ہے کیونکہ یہ جگہ دفاعی اعتبار سے بھی محفوظ ہے۔ (ایضاً)

اخبار سٹار نے ربوہ کے قیام کو جماعت احمدیہ کے بلند حوصلہ افزا عزائم قرار دیا۔ (ایضاً)

گویا اس کے نزدیک ربوہ کا قیام احمدیوں کے استحکام کے ساتھ خود پاکستانیوں خاص طور پر مہاجرین کے حوصلوں کو بلند کرنے والا تھا کہ مشکلات میں گھرے ہوئے لوگ دوسروں کی طرف امداد کے لئے نہیں دیکھا کرتے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ زندہ رہنے کے عزم کے ساتھ مستعد ہو جایا کرتے ہیں۔

اس ضمن میں نہایت تجربہ کار معروف صحافی وقار انبالوی نے اپنے اخبار سفینہ ۱۳؍نومبر ۱۹۴۸ء کے شمارہ میں ربوہ کے قیام کو تمام پاکستانیوں کے لئے ایک نئے ولولہ کا پیغام قرار دیا اور لکھا کہ ایک مہاجر کی حیثیت سے ربوہ ایک سبق ہے۔ ساٹھ لاکھ مہاجرین پاکستان آئے لیکن اس طرح کہ وہاں سے بھی اجڑے اور یہاں بھی کسمپرسی نے انہیں منتشر رکھا۔ یہ لوگ مسلمان تھے، رب العالمین کے پرستار اور رحمۃ للعالمین کے نام لیوا۔ مساوات اور اخوت کے علمبردار لیکن اتنی بڑی مصیبت بھی انہیں یکجانہ کر سکی۔ اس کے برعکس ان کی اخوت اور دکھ سکھ میں ایک دوسرے کی حمایت نے ہماری آنکھوں کے سامنے نیا قادیان آباد کرنے کی ابتداء کر دی۔ مہاجرین میں وہ لوگ بھی آئے جن میں خدا کے فضل سے ایک ایک آدمی ایسی بستیاں بسا سکتا ہے۔ ان کا روپیہ ان کی ذات کے علاوہ کسی غریب مہاجر کے کام نہ آسکا۔ ربوہ ایک اور نقطہ نظر سے بھی ہمارے لئے محل نظر ہے۔ وہ یہ کہ حکومت بھی اس سے سبق لے سکتی ہے اور مہاجرین کی صنعتی بستیاں اس نمونہ پر بسا سکتی ہے۔ اس طرح عوام و حکومت کے لئے ایک مثال ہے اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ لمبے چوڑے دعوے کرنے والے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور عملی کام کرنے والے کوئی دعویٰ کئے بغیر کچھ کر کے دکھاتے ہیں۔ (ایضاً)

جہاں نئے مرکز کے قیام سے جماعت احمدیہ کو اپنے مشن اور مقاصد کے لئے زیادہ سے زیادہ مستعد کرنا تھا جس کے لئے عشق و محبت اور ایک دھن اور لگن کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض لوگ دنیا کے عیش و آرام سے منہ موڑ لیا کرتے ہیں اور دنیا کے مقابلہ سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور راہب اور جوگی کہلاتے ہیں مگر اسلام نے دنیا کے اندر رہتے ہوئے دنیا کو شکست دینے کا گر سکھایا ہے ۔ چناب کے کنارے سیالوں کی زمین ضلع جھنگ ایسی ہی عشق ووفا کی داستانوں کی زمین کہلاتی ہے اس لئے روایت ہے کہ رانجھا نے بھی ربوہ سے پندرہ میل کے فاصلے کی پہاڑیوں میں ایک جوگی سے یوگ لیا اور کانوں میں مندریاں پہن لی تھیں۔ ان جوگیوں کا بالناتھ کی پہاڑیوں پر سات سو سال قبضہ رہا تھا۔ اب مئے عشق الٰہی سے سرمست پاک دل صاف باطن اور نیک نیت حقیقی عاشق صادق نے ربوہ کی پہاڑیوں پر ڈیرا جمایا تا کہ حقیقی یوگ لوگوں میں تقسیم کرے۔ اسی روایاتی اہمیت کی مناسبت سے کسی احمدی شاعر نے اپنی ایک نظم میں یہ مطلع کا شعر کہا۔

اک مرد قلندر رہتا ہے دریا کے کنارے ربوہ میں
انوار کی بارش ہوتی ہے دن رات ہمارے ربوہ میں

اسی طرح ایک تاریخی اہمیت بھی اس زمین سے وابستہ ہے کہ اس کے شوق وجذبہ کو پھر سے زندہ رکھنا کم از کم مسلمان کہلانے والوں کے لئے مفید اور ضروری ہے اور وہ یہ کہ چنیوٹ اور یہاں سے چناب کے پار دوسرے کنارے پر میدان جواب ربوہ کہلاتا ہے محمد بن قاسم کی گزرگاہ تھی۔ جب اس نے ملتان کی فتح کے بعد کشمیر کی طرف پیش قدمی کی تھی۔ ڈاکٹر عبدالحمید خان پاکستان نیوی نے اپنی کتاب "محمد بن قاسم پاکستان میں" لکھا ہے:

"عرب فوج کا کشمیر جانے کا راستہ ملتان سے تلنبہ ہیر شور کوٹ جو ضلع جھنگ میں آباد ہے پھر کوٹ کمالیہ کی طرف تھا جو ضلع لائلپور (آج کا فیصل آباد) کا مشہور قصبہ ہے۔ اس کے بعد مشہور جگہ جو عرب فوج کے راستہ میں پڑی وہ چندرود ہے جو ہر عرب نقشہ میں درج ہے اور جو میرے خیال میں چنیوٹ کا مشہور شہر ہے......... جس وقت عرب فوج نے اس پر حملہ کیا تو ایک ہندو راجہ یہاں حکمران تھا.......... عرب فوج کے قریباً سو سپاہی چنیوٹ کو فتح کرنے میں کام آئے۔ ان شہیدوں کا قبرستان اب چنیوٹ کے باہر موجود ہے...... اس شہر چنیوٹ کے قریب سندھ سے کشمیر جانے والے مسافر دریائے چناب کو عبور کرتے تھے کیونکہ چنیوٹ سے کشمیر جانے کے لئے راستہ بالکل سیدھا تھا جو پنج مہات یا جہلم سے گزرتا تھا اس لئے عرب جرنیل محمد بن قاسم چنیوٹ سے جہلم اور پھر کشمیر گیا"۔ (صفحہ ۲۱، ۲۲)

ایک تاریخی روایت کے مطابق پنجاب کے راجہ جے پال کا ایک نواسہ سکھ پال مسلمان ہو گیا تھا۔ مسلم مؤرخین نے اس کا ذکر نواب شاہ کے نام سے کیا ہے۔ ۱۰۰۵ء میں محمود نے اس کو برصغیر میں اپنا نائب مقرر کر کے بھیرہ کی حکمرانی اس کو تفویض کی اور ملتان کے مسلمان ابوالفتح داؤد کا نگران بھی مقرر کر دیا کیونکہ ابوالفتح نے ۱۰۰۳ء میں بھاٹیہ (بھیرہ) کے راجہ کی بغاوت میں اس کا ساتھ دیا تھا۔ جب محمود کاشغر کے علاقہ میں مصروف پیکار تھا۔ نواسہ شاہ نے ملتان سے ھیرہ پہنچ کر اپنے ماموں انندپال کے اکسانے پر دوسرے ہندو راجاؤں کو اپنے ساتھ ملا کر بغاوت کا اعلان کر دیا۔ محمود ۱۰۰۶ء میں جلد واپس آیا اور نواسہ شاہ سے جو معرکہ پیش آیا وہ دریائے چناب کے کنارے اسی میدان میں ہوا۔ نواسہ شاہ کو شکست ہوئی اور اس دفعہ محمود اس کو اپنے ساتھ غزنی لے گیا جہاں اس نے محمود کی قید میں وفات پائی۔ محمود کے کافی سپاہی اس معرکہ میں شہید ہوئے وہ بھی یہیں دفن ہوئے اس لئے یہاں کی پرانی قبروں کو شہداء کا قبرستان کہا جاتا تھا۔ یہ بات میرے استاد محترم پروفیسر تاریخ پنجاب یونیورسٹی شمس الدین مرحوم پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور نے مجھ کو بتائی تھی۔

گویا سرزمین ربوہ میں پاکستانی قومی جذبہ کو ابھارنے کے لئے بہت کچھ تاریخی مواد موجود ہے۔ اور یہ بھی ایک حسن اتفاق ہے کہ بیسویں صدی عیسوی میں تقریباً ہزار سال بعد پھر ایک فاتح الدین، محمود کے ہاتھوں اشاعت اسلام اور دفاع وطن کے جذبہ کے فروغ کے لئے تنظیم نو کا آغاز ہوا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ جب بھی پاکستان کے دشمن کا عسکری لحاظ سے مقابلہ کی ضرورت پڑی احمدی بھی کسی صورت میں کسی سے کم نہیں رہے اور بڑھ چڑھ کر جان ومال اور دیگر ہر طرح کی قربانی کی زرین مثالیں قائم کر دیں۔ افواج پاکستان میں احمدی افسران اور نوجوانوں کے علاوہ فرقان فورس قائم کر کے جہاں تمام پاکستانی جماعتوں سے احمدی رضاکاروں نے کشمیر میں کارہائے نمایاں انجام دئے۔ وہاں ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد جب حکومت نے علاقائی رضاکاروں کی مجاہد فورس قائم کی ، گویا حضرت صاحب کی نصیحت کا احساس حکومت کو بھی ہوا۔ تو چنیوٹ تحصیل کی چار کمپنیوں میں ایک کمپنی ربوہ کے نام کی جس کے ۱۳۰ رضاکاروں میں بھاری اکثریت میں احمدی نوجوانوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ احمد نگر کمپنی میں بھی احمدی نوجوان نمایاں تھے۔ دوسری کمپنیوں کے برعکس ربوہ کمپنی میں نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ گریجوئیٹ اور جامعہ احمدیہ کے فاضل احمدی نوجوان بھی شامل تھے جو آج کل جماعت احمدیہ میں اعلیٰ ذمہ دار حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کمپنی کے کمانڈر محترم قاسم خان صاحب بی اے ، نائب ناظر بیت

المال خرچ تھے۔ ٹریننگ کے دوران اس کمپنی کی کارکردگی اتنی اعلیٰ تھی کہ اجتماعی مقابلوں میں یہ کمپنی ہمیشہ اعلیٰ اور نمایاں پوزیشن کی حامل قرار پائی۔

۱۹۷۱ء کی جنگ میں ربوہ چناب کے پل کے علاوہ جہلم کے خوشاب کے پل کی حفاظت کی ڈیوٹی اسی کے سپرد تھی جس کے پاس سکیسر کے راڈار کی وجہ سے وہ بہت اہم مقام شمار ہوتا تھا۔ چناب کے پل پر جن مجاہدین کو شہادت کا شرف حاصل ہوا ان میں ربوہ کے ایک نوجوان مبارک احمد صاحب مرحوم بھی شامل تھے جن کا نام دیگر شہداء کے ساتھ دریا کے ربوہ والے کنارے پر یادگاری تختی پر کندہ ہے۔ فیصل آباد سنٹرل جیل پر بھی ربوہ کمپنی کے جوان تعینات ہوئے جو اس اعتبار سے بڑی اہم ڈیوٹی تھی کہ وہاں بنگالی فوجی اس وقت تک رکھے گئے جب تک جنگ ختم نہ ہوئی جس کے بعد ان کو بنگلہ دیش بھیج دیا گیا۔ مجاہد فورس کی اجتماعی پریڈ منعقدہ کھاریاں میں بھی ربوہ کمپنی کے کمانڈر کو ہی lead کرنے کے لئے منتخب کیا گیا۔ ۱۹۷۲ء میں جب ایک صوبائی وزیر کسی حکومتی تقریب میں تشریف لائے تو اس میں فوجی سلامی کو بھی پروگرام میں رکھا گیا لیکن سرگودھا کی فوجی یونٹ نے وقت کی قلت کی وجہ سے سکواڈ بھیجنے سے معذوری ظاہر کی ساتھ ہی وہاں کے میجر صاحب نے کہا کہ میں تمہاری ضرورت پوری کر سکتا ہوں اور قاسم خان کو پیغام بھیجا کہ اپنی کمپنی کے جوانوں کو کل کی سلامی کی پریڈ کے لئے تیار کرو۔ چنانچہ اتنے شارٹ نوٹس پر اس کمپنی نے اتنا شاندار مظاہرہ کیا کہ دیکھنے والے عش عش کر اٹھے اور دوسرے دن پاکستان ٹائمز نے پہلے صفحہ پر سلامی کی تصویر کو نمایاں کر کے شائع کیا۔

ربوہ کے آباد ہو جانے سے قبل جھنگ کا ضلع پنجاب کا پسماندہ علاقہ سمجھا جاتا تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کم از کم ربوہ کی وجہ سے ماحول میں ایک عظیم تبدیلی دکھائی دیتی ہے۔ ربوہ ایک لمبے عرصہ تک لالیاں تھانہ کی ایک چوکی کا قصبہ سمجھا جاتا تھا لیکن کس یہاں کی آبادی کا مزاج علمی سطح، رہن سہن، معیشت اور معاشرت کسی صورت میں کسی شہری زندگی سے کم نہ رہا اور ربوہ کے اس تمدنی معیار کا اثر اس کے ماحول اور دیہات کی اقتصادی اور معاشرتی خوشحالی پر پڑا ہے۔ یہاں کے بے شمار نوجوان ربوہ کے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پا کر ملک کی فوجی خدمات اور سول انتظامیہ میں اعلیٰ مناصب بھی ادا کرنے کے قابل ہو گئے۔ اور تعلیمی شوق اتنا بڑھا کہ پہلے چنیوٹ میں لڑکے اور لڑکیوں کے کالج قائم ہوئے اور اب لالیاں میں بھی انٹر کالج کھل گیا۔ اور بعض دیہات میں بھی ہائی سکول کا درجہ ہائر سیکنڈری تک بڑھا لیا گیا۔ جدید زندگی کی بہت سی سہولتوں کے لئے یہاں کے دیہات کے لوگوں کو سرگودھا اور فیصل آباد جانے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ سب ضرورت کی چیزیں یہاں مہیا ہو جاتی ہیں۔ اور بعض دیہاتی پیداوار کو دور لے جا کر فروخت کرنے کی صعوبت سے بچ گئے کیونکہ اس کی کھپت ربوہ میں بڑھتی جا رہی ہے جو یہاں کے دیہات کی اقتصادی خوشحالی میں اضافہ کا باعث ہے۔

کھیلوں اور جسمانی صحت کے فروغ میں تمام ملک میں ربوہ نے اپنا کردار ادا کیا۔ چنانچہ باسکٹ بال تو گویا یہاں ایک خصوصی کھیل بن گیا اور یہاں کے نوجوانوں نے نہ صرف قومی سطح پر پاکستان کی ٹیم میں بیرون ملک جا کر وطن عزیز کی نمائندگی کی بلکہ باسکٹ بال کی ملکی انتظامیہ نے میزبانی کے فرائض ادا کرتے ہوئے غالباً ملک میں پہلی بار کسی کھیل کے لئے فلڈ لائٹس میں کھیلے جانے کے انتظامات کئے۔ اس طرح کل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ بھی منعقد ہوئے اور گھوڑ دوڑ کے مقابلوں کا بھی نہایت خوش اسلوبی سے اہتمام ہوتا رہا۔ اور سب سے نمایاں پہلوان مقابلہ جات میں یہ تھا کہ کبھی امن وامان کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوا۔ اتنے پرامن ماحول میں شاید ہی پاکستان میں کوئی میلہ یا تفریحی اجتماع ہوا ہو گا کیونکہ اہل ربوہ کو اس پرامن زندگی کا تجربہ تو اب اپنے سالانہ جلسوں کے انعقاد کے ذریعہ ایک صدی کے لمبے عرصہ تک محیط ہے۔ جبکہ ربوہ کے آخری جلسوں میں تو لاکھوں انسان شرکت کرتے رہے۔

کھیلوں کے ضمن میں تعلیم الاسلام کالج کشتی رانی کے مقابلہ میں ہمیشہ نمایاں حیثیت کا حامل رہا ہے اور لگاتار کئی سال تک اس کی ٹرافی جیتتا رہا ہے۔

کالج کے حسن کارکردگی، علمی واخلاقی ماحول کے بارے میں ملک کے ارباب بست وکشاد اور دانشور یہاں جلسہ تقسیم اسناد میں اپنے تاثرات کا جو اظہار کرتے رہے ان میں سے بعض نمونہ کے طور پر حسب ذیل ہیں:

پروفیسر سراج الدین صاحب سیکرٹری محکمہ تعلیم پنجاب فرماتے ہیں:

"جب میں اس کالج پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے انگلستان اور امریکہ میں علم کی ترویج کے فروغ کے متعلق انسانوں میں وہ عظیم محسن یاد آئے بغیر نہیں رہتے جنہوں نے خدمت کی نیت سے آکسفورڈ کیمبرج اور ہارورڈ میں کالج قائم کئے۔ خالصۃً ذاتی عزم وہمت کے بل بوتے پر ربوہ میں ایک ایسی درسگاہ قائم کر دکھانا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ ایک ایسے پرائیویٹ ادارے کو دیکھ کر جو باہمی مخاصمت اور ایک دوسرے کے خلاف سازشوں سے پاک ہو اور جس کی تمام تر کوششیں اعلیٰ تر مقاصد کے حصول کے لئے وقف ہوں استعجاب اور رشک کے جذبات کا ابھرنا قدرتی امر ہے۔ آپ کے امام جماعت (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ ناقل) کو علم اور اسکی ترویج سے جو محبت ہے آپ کے پرنسپل صاحب (حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔ ناقل) اور ممبران سٹاف ایسے ماہرین تعلیم بھی اس میں حصہ دار ہیں"۔ (المنار جلد ۱۲ شمارہ ۲ اور ۳ صفحات ۶۰۵۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۸)

جسٹس انوار الحق نے جو بعد میں سپریم کورٹ پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدے سے ریٹائر ہوئے تھے کہا:

"آج آپ کے ادارے میں آکر میری اپنی طالب علمی کا دور میری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ آکسفورڈ جیسی فضا دیکھ کر میرے دل میں پرانی یادیں تازہ ہو گئی ہیں۔ (کالج کے پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور جسٹس انوار الحق دونوں آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ تھے۔ ناقل) اور میں سوچ رہا ہوں کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ آپ کو مثالی تعلیمی اور تربیتی ماحول میسر ہے جہاں دوسری جگہوں کی منفرت انگیز مصروفیات ناپید ہیں"۔ (الفضل ۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۰)

ڈاکٹر ظفر علی ہاشمی وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے فرمایا:

"آپ لوگ اپنی قومی زبان کی جو خدمت کر رہے ہیں وہ ہر لحاظ سے قابل تحسین اور قابل ستائش ہے"۔ (المنار کالج میگزین اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۳ء۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۱)

جناب عبدالحمید صاحب دستی وزیر تعلیم مغربی پاکستان نے اپنے خطبہ تقسیم اسناد میں فرمایا:

"تعلیم الاسلام کالج کی اسلامی روایات قابل تقلید وستائش ہیں۔ پرنسپل میاں ناصر احمد کی مساعی ادارے کی ہر نوع میں تعمیر کے متعلق مبارکباد کی مستحق ہیں۔ .... ادارے کے معائنہ سے مجھے اطمینان اور راحت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس درسگاہ کو برکت عطا فرمائے"۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۲)

یہی بات تعلیم نسواں سے متعلق ہے کہ نصرت ہائی سکول، گرلز کالج کھل جانے سے ربوہ کا ماحول تعلیم نسواں کی اہمیت سے آگاہ ہوا اور جہاں عورتیں ناظرہ قرآن مجید سے بھی مشرف نہ تھیں (بھلاوہ مولوی اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور کو کیا جانتی ہیں۔ کہنے کو مولانا نے یہ ضخیم کتاب انہی لئے لکھی تھی) اب نصرت گرلز کالج سے بی اے کرنے کے بعد تعلیم الاسلام کالج میں ایم۔اے عربی کی ڈگری یافتہ ہو گئیں اور خود عالمہ فاضلہ ہو گئی ہیں۔

پاکستان میں کبھی ہر سال کبھی کچھ دیر کے وقفوں سے بعض قدرتی آفات سیلاب وغیرہ آتے رہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اپنے بانی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر کاربند رہتے ہوئے خدمت خلق کے فریضہ کو ادا کرنے کی کوشش اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کرتی رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا

مرا مقصود ومطلوب وتمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یعنی دنیوی معاملات میں میرا مقصود اور مطلوب اور تمنا خدمت خلق ہے۔ یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے یہی میری زندگی کا طریق ہے اور یہی میرا راستہ ہے۔ یہ تو ایک بڑی داستان ہے کہ ہر سال ربوہ کے احمدی کس طرح اپنے ماحول اور پاکستان کے دوسرے علاقوں میں اس فریضہ کو کیسے ادا کرتے رہے۔ یہاں کا فضل عمر ہسپتال تمام علاقے کا جدید ترین ہسپتال ہے جس میں ہر قسم کے آپریشن بخوبی کئے جاتے ہیں۔ اور عوام دیہاتی لوگ بڑے شہروں کے اخراجات سے بچ جاتے ہیں کیونکہ یہاں کے اخراجات نسبتاً بہت کم ہیں۔ نیز مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت یہاں ڈاکٹر حضرات ربوہ کے ماحول میں میڈیکل کیمپ لگاتے رہتے ہیں۔ سارے ملک میں احمدی نوجوان ایسے مواقع پر اپنا اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس میں مرکز ربوہ کی قیادت کی راہنمائی ان کے جذبہ کو ابھارنے میں مہمیز کا کام دیتی ہے۔ چنانچہ جب ۱۹۵۵ء کے سیلاب میں مجلس خدام الاحمدیہ نے حکومت کی اپیل پر خدمت خلق میں حکومت کا ہاتھ بٹانے کا تار اس وقت کے وزیراعظم کی خدمت میں ارسال کیا تو کیبنٹ کے جائنٹ سیکرٹری کے ذریعہ سے انہوں نے اس کا یہ جواب دیا۔

کراچی۔ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۵۵ء۔

مجھے عزت مآب وزیراعظم نے ہدایت فرمائی ہے کہ میں آپ کی تار مورخہ ۱۲ر اکتوبر کا شکریہ ادا کروں۔ احمدی نوجوانوں کے اس جذبہ کو وزیراعظم نے بہت سراہا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے سیلاب زدگان کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اے اے احمد جائنٹ سیکرٹری کیبنٹ

(تاریخ احمدیت جلد ۱۸ صفحہ ۵۱)

اسی طرح ایک تار مرکزی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے نام گورنر پنجاب کی جانب سے موصول ہوا:

گورنمنٹ ہاؤس لاہور ۱۷ر اکتوبر ۱۹۵۵ء نمبر ۸۵۴۰۵

"عزت مآب گورنر پنجاب نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں آپ کی تار مورخہ ۱۲ر اکتوبر کا جواب دوں اور جماعت احمدیہ کی ان محب وطن کوششوں کا شکریہ ادا کروں جو انہوں نے سیلاب زدگان کے دکھ درد کے دور کرنے کے لئے شروع کی ہیں۔

پرائیویٹ سیکرٹری ہزایکسی لینسی گورنر پنجاب

(ایضاً صفحہ ۵۱، ۵۲)

ڈپٹی چیف آرگنائزر ریڈکراس (ہلال احمر) سوسائٹی نارنگ کیمپ نے مجلس ربوہ کی خدمات پر اظہار تحسین ان الفاظ میں تحریر فرمایا:

"خدام الاحمدیہ ربوہ کی ایک امدادی پارٹی نے جو کہ ۱۹۵۵ء کے سیلاب کے سلسلہ میں......کام کرتی ہے......حد درجہ مفید خدمت سرانجام دی ہے۔ خدام الاحمدیہ کے یہ رضاکار سیلاب زدگان کی امداد کی غرض سے ایک ایک بستی میں ہی نہیں، بستی کے ایک ایک دروازہ تک پہنچے اور انہوں نے ستم رسیدہ انسانوں کو بچانے میں جان کی بازی لگا دی...... وہ لائق صد تحسین اور مبارکباد ہیں کہ وہ حقیقی مجاہد ہیں...... میں اپنی طرف سے اور ریڈکراس سوسائٹی (ہلال احمر) کی طرف سے خدام الاحمدیہ کے ناظمین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی پرمسرت زندگی اور تابندہ مستقبل کے لئے دعاگو ہوں۔

محمد رفیق ملک

(ایضاً صفحہ ۵۲، ۵۳)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے ماحول ربوہ یعنی چنیوٹ تحصیل میں تو ریلیف کا کام کیا ہی بیرون اضلاع میں بھی رضاکاروں کے دستے بھیجے جیسے کہ اوپر کے اس بیان سے ظاہر ہے جو ریڈکراس کیمپ نارنگ ضلع شیخوپورہ کے ڈپٹی چیف آرگنائزر نے تحریر فرمایا۔ ایسے ہی کام میں لاہور ضلع میں ربوہ کے خدام کی خدمات کا اعتراف اخبار نوائے وقت لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۵۵ء میں یوں شائع کیا۔

"مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ نے آج سیلاب

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

صبر کے لئے دعا مانگنا اور صبر کے ساتھ دعا مانگنا یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں

اللہ سچی روح کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا

سچی روح کے ساتھ اس کے حضور اگر آنسو کا قطرہ بھی بہایا جائے تو پھر وہی رحمتوں کی مسلسل موسلا دھار بارشیں بن جاتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۶/ اخاء ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ . اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوارَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

(سورة البَقَرَه : ۴۵ تا ۴۷)

سورۃ البقرہ آیات ۴۵ تا ۴۷ ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ ان آیات میں سے پہلی آیت خصوصیت کے ساتھ یہود علماء کو مخاطب ہے۔ اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ میں یہود عامۃ الناس پیش نظر نہیں یعنی بطور خاص پیش نظر نہیں مگر یہود علماء پیش نظر ہیں کیونکہ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ جملہ بتا رہا ہے کہ وہ یہودی جو کتاب پڑھا کرتے تھے اور عموماً یہود عوام الناس ان کتاب پڑھنے والوں ہی سے ہدایت مانگا کرتے تھے اس لئے خصوصیت سے اہل کتاب علماء مراد ہیں۔ مگر جو ان کی صفات بیان کی گئی ہیں وہ صفات جب بھی جس قوم کے علماء پر اطلاق پائیں گی وہ سارے مراد ہونگے۔ قرآن کریم تاریخ سے سبق لینے کے لئے یہ طریق اختیار کرتا ہے کہ پرانے علماء یا پرانی قوموں کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کی مشابہتیں پیش نظر رکھتا ہے۔ جب بھی، جس قوم کو بھی ان سے مشابہت ہوگی وہی قرآن کے مخاطب ہونگے۔ تو اس تمہید کے ساتھ میں اب ان آیات کا ترجمہ اور کچھ ان کی تفسیر بیان کرتا ہوں۔

اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ یہود علماء اپنے اس دور میں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی اصلاح کے لئے نازل ہوئے، اس دور میں کثرت کے ساتھ ان بیماریوں کا شکار ہو گئے تھے۔ تلاوت تو کتاب کی کرتے تھے مگر اپنے نفوس کو بھول جاتے تھے۔ یعنی تلاوت کرتے تھے اور اس تلاوت سے جو کچھ بھی لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے وہ اچھا تھا یا برا، بعض دفعہ وہ تبدیل بھی کر دیا کرتے تھے مگر یہاں وہ تبدیلی مراد نہیں ہے، مراد یہ ہے کہ وہ تلاوت کتاب سے یہ معاملہ جان لیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ کی تعلیم دے رہا ہے نیکیوں کو پورے خلوص کے ساتھ اختیار کرنے اور بدیوں کو پورے عزم کے ساتھ ردّ کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ یہ بات بیان کرتے وقت وہ اپنے نفوس کو بھول جایا کرتے تھے۔

یہ اپنے نفوس کو بھولنے کے دو معانی ہیں۔ ایک تو یہ کہ خود اپنے اوپر ان نیکیوں کا، ان نصیحتوں کا عمل نہیں ہوا کرتا تھا۔ بد کردار لوگ تھے لوگوں کے سامنے تو نیکیاں بیان کرتے تھے مگر خود اپنے حال پر کبھی نظر نہیں ڈالتے تھے کہ ہم خود بھی ان نیکیوں کو اختیار کر رہے ہیں یا نہیں۔ اَنْفُسَكُمْ کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اپنے عزیز و اقارب، اپنے قریبی، اپنی جانوں کو جو ان سے تعلق رکھتی ہیں ان کے معاملے میں آکر تو آنکھیں موند لیا کرتے تھے، آنکھیں بند کر لیا کرتے تھے۔ وہ جس حال میں تھے جو کچھ کرتے رہے تھے وہی ان کو اچھا لگتا تھا اور ان کو خاص طور پر نیکیوں کا حکم اور بدیوں سے روکتے نہیں تھے۔ تو یہ سارے معانی اسی آیت کریمہ کے اس محاورے میں شامل ہیں۔ اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ عوام الناس کو تو تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ مگر اپنی جانوں کو اور اپنے عزیز و اقارب کو بھول جاتے ہو۔

وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اور یہاں تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ خبردار تمہیں پتہ ہے کہ جس عادت میں تم مبتلا ہو اس کو کتاب ردّ کر رہی ہے، جانتے بوجھتے ہوئے ایسا کرتے ہو۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے یا عقل سے کام نہیں لو گے۔

اب جو اگلی آیت کریمہ ہے یہ تمام بنی نوع انسان کو لیکن خصوصیت سے مسلمانوں کو مخاطب ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور مدد مانگو صبر کے ساتھ اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ اب بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کے دو معانی ہیں جو بیک وقت موجود ہیں۔ 'ب' کا مطلب ایک تو یہ بنتا ہے کہ صبر کی ہی دعا مانگو اور نماز کی دعا مانگو اور دوسرا معنی یہ ہے کہ صبر کے ساتھ دعا مانگو اور نماز کے ساتھ دعا مانگو۔ عموماً مترجمین یہ دوسرا معنی اختیار کر لیتے ہیں حالانکہ یہ دونوں بیک وقت مراد ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔

صبر کے لئے دعا مانگنا اور صبر کے ساتھ دعا مانگنا یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ اگر صبر کے لئے دعا مانگی جائے تو جب تک صبر کے ساتھ دعا نہ مانگی جائے اس دعا کے مقبول ہونے کے امکانات دور کے ہو جاتے ہیں۔ یعنی بعض دفعہ جلدی بھی دعا قبول ہو جاتی ہے مگر بسا اوقات انسان آزمایا جاتا ہے اور اگر اس کی واقعۃً نیت ہے کہ وہ ایک چیز کو اللہ سے چاہتا ہے تو پھر اسے پکڑ بیٹھے اور یہ مضمون ہے بِالصَّبْرِ۔ صبر کرو اور جو نیکی کی دعا تم مانگ رہے ہو اگر تم اس میں واقعۃً سچے ہو، اسی کو پسند کرتے ہو اس نیکی کی دعا ہمیشہ مانگتے رہو کیونکہ وہ تو کسی حال میں بھی بے ضرورت نہیں رہتی۔ نیکی کی تو ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ پس نیکی پر صبر کرنا اور نیکی پر صبر کرنے کے لئے دعا پر صبر کرنا کہ اللہ ہمیں نیکی عطا فرمائے یہ ایک ہی چیز کے دو معنے ہیں، ایک معنی کے دو الفاظ ہیں۔

وَالصَّلٰوةِ اور نماز پر یہی صبر والا حکم عائد ہوتا ہے۔ پس اس کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے کہ **ہم جو نمازیں پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نیکیوں کو مضبوطی سے اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ ممکن نہیں ہے جب تک پورے خلوص نیت کے ساتھ ہم اس کے لئے دعا نہ کرتے رہیں۔** اور دعا کی وجہ یہ بیان فرمائی وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ کہ یہ نیکی اور نماز پر صبر کرنا اور صبر کے ساتھ نماز پڑھنا اور نماز کی دعا کرنا یہ بذات خود وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ بہت بڑی بات ہے، بہت مشکل کام ہے اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ سوائے ان لوگوں کے جو خشوع کرتے ہیں۔ تو قرآن کریم کی آیات کا پہلا حصہ دوسرے کی تشریح کر رہا ہوتا ہے اور دوسرا حصہ پہلے کی تشریح کر رہا ہوتا ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک اٹوٹ جوڑ ہوا کرتا ہے، نہ ٹوٹنے والا ایک رشتہ ہے۔

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ اور خشوع کی وجہ پھر اگلی آیت میں بیان فرمادی گئی۔ خاشعین پر نہ صبر بھاری ہے، نہ نماز بھاری ہے۔ مگر خاشعین ہوتے کون ہیں الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوارَبِّهِمْ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ضرور ملنے والے ہیں وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور یقیناً وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ یہاں يَظُنُّوْن کا ترجمہ میں نے "یہ گمان کرتے ہیں" کیا ہے حالانکہ لغات کی کتب قرآن کریم کی اسی آیت کے حوالے سے "یقین رکھتے ہیں" کا ترجمہ پیش کرتی ہیں۔ یہ اس معروف مسلمہ ترجمے سے جس کو مسلمان اہل لغت پیش کرتے ہیں میں نے کن معنوں میں احتراز کیا ہے۔ یہ میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔

قرآن کریم کے نزول سے پہلے عربوں میں بعض محاورے رائج تھے اور ظن کا محاورہ امید یا توقع کے معنوں میں استعمال ہوا کرتا تھا، یقین کے معنوں میں نہیں۔ مگر جو اہل اللہ جانتے ہیں کہ انہوں نے لازماً پیش ہونا ہے اس لئے وہ اللہ کے سامنے پیش ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ اس پہلو سے اس کا ترجمہ 'یقین' قطعی اور لازمی ہے۔ لیکن پیش ہونے پر یقین رکھنا اَور ہے اور لقاء پر یقین رکھنا اَور ہے۔ لقاء کا ایک معنی ہے اس کے دربار میں ہمیں رسائی ہوگی، ہم اس سے ملاقات کریں گے یعنی ایک مجرم کے طور پر نہیں بلکہ یہ توقع رکھتے ہوئے کہ وہ ہم پر پیار کی نگاہ ڈالے گا اور ہمیں لقاءِ باری تعالیٰ ایسے نصیب ہوگی جیسے بعض دفعہ بادشاہ کسی کو اجازت دے دیتے ہیں کہ ان کے دربار تک پہنچے۔

تو لقاء کے دو معنے ہیں جسے یاد رکھنا چاہئے بعض لوگوں کو پیشی کے لئے بلایا جاتا ہے تاکہ ان کی جواب طلبی ہو اس کو لقاء ان معنوں میں نہیں کہہ سکتے جس میں محبت اور چاہت اور اعزاز کا مضمون ہو۔ اور ایک لقاء ہے جسے دیدار کرانا مقصود ہوا کرتا ہے یعنی لقاء سے مراد ہے اللہ اپنا دیدار کرواتا ہے اور ان کا

دیدار کرتا ہے۔ تو یہ وجہ ہے کہ یَظُنّون کا لفظ یہاں میرے نزدیک اول معنے وہی رکھتا ہے جو ظن کے معنے ہیں اور اس میں ایک حکمت ہے۔ مومن اپنے اعمال کے اعتبار سے کبھی بھی یقین نہیں کرتے کہ وہ ضرور بخشے جائیں گے۔ وہ اپنے نفس کو جانتے ہیں، اپنی کمزوریوں کو بھی جانتے ہیں۔ مگر جتنا زیادہ بڑا اہل اللہ ہوگا اتنا ہی زیادہ اس میں انکساری پائی جائے گی۔ اس لئے وہ لقاء کی امید تو بہت رکھتے ہیں لیکن یہ گمان ہے کہ اللہ ہمیں اپنے لقاء کا موقع عطا فرمائے گا۔ یقین میں ایک قسم کا استکبار بھی پیدا ہو جاتا ہے، ایک قسم کا تکبر بھی ہوتا ہے کہ ہم! ہم تو اتنے اعلیٰ لوگ ہیں یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ اللہ ہمیں لقاء نہ بخشے اور ان معنوں میں کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا سے ضرور ملیں گے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر عارف باللہ کوئی نہیں تھا مگر اپنی بخشش کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ کے فضل ہی سے بخشا جاؤں گا تو یہ انکسار کی انتہا ہے جس کے نتیجے میں لفظ یقین یہاں اطلاق نہیں پاتا۔ امید تو بہت رکھتے ہیں، خواہش بہت ہے، حرص ہے دل کو، ان معنوں میں ظن ہے مگر یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ مرنے کے بعد ضرور خدا ہمیں بلائے گا۔ وہ ہوتے کون ہیں جو یہ یقین کر سکیں کہ اللہ ہمیں ضرور بلائے گا۔ پس اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اب اس بات کا تو یقین ہے کہ اس کی طرف لوٹ جائیں گے مگر یہ ضروری نہیں کہ لقاء کے لحاظ سے لوٹیں گے یعنی پیار و محبت کی ملاقات کے لحاظ سے، وہ تو اس کی مرضی ہے مگر لوٹنے کا یقین ضرور رکھتے ہیں اور اس یقین کی وجہ سے خشیت پیدا ہوتی ہے لقاء کے اعلیٰ درجے کے معنوں کے لحاظ سے نہیں مگر پیشی کے لحاظ سے کہ مجھے پیش ضرور ہونا ہے۔ ان کے دل میں بہت خشیت پیدا ہوتی ہے اور وہ ڈرتے رہتے ہیں اور عاجزانہ اس کی راہوں پہ بچھتے چلے جاتے ہیں کہ ہمارا حساب آسان ہو جائے۔

یہ آیات کریمہ ہیں جنکی براہ راست یا اشارۃً تشریح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مختلف اقتباسات میں فرمائی ہے یعنی مختلف تحریروں میں یا ملفوظات میں فرمائی ہے جن میں سے اقتباس لئے گئے ہیں۔ پہلا اقتباس ضمیمہ براہین احمدیہ (روحانی خزائن جلد ۲۱ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۸۹) سے لیا ہے۔ ”خشوع کی حالت اسوقت تک خطرے سے خالی نہیں جب تک کہ رحیم خدا سے تعلق نہ پکڑ لے“۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ جیسا کہ میں بارہا توجہ دلا چکا ہوں بہت غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ رحمٰن سے تعلق تو ذہن میں از خود ابھر آتا ہے اور ایک عام انسان یہی خیال کرے گا کہ لفظ رحمٰن ہونا چاہیئے نہ کہ رحیم، ”خشوع کی حالت اس وقت تک خطرے سے خالی نہیں جب تک کہ رحیم خدا سے تعلق نہ پکڑ لے“۔

رحمٰن کو چھوڑ کر جو اول صفت ہے جس میں سب سے زیادہ مخلوقات سے تعلق کا اظہار ہے اس کو چھوڑ کر جو رحیم کو اخذ فرمایا گیا اس میں گہری حکمت ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود کھول رہے ہیں۔ رحیم عمل کی جزا دیا کرتا ہے اور بد عمل کی بد جزا بھی دیا کرتا ہے تو اگرچہ رحیم میں چونکہ رحم کا مضمون ہے اس لئے یہ تو ہو سکتا ہے کہ نیک عمل کی بہت زیادہ جزا دے مگر رحیم میں چونکہ عمل کی جزا کا عمومی مفہوم داخل ہے اس لئے بد عمل کی اتنی جزا ضرور دے گا جتنا بد عمل ہو۔ تو بدیاں اتنی ہی سزا کی مستحق ٹھہریں گی، اتنی ہی سزا کی سزاوار ٹھہریں گی جتنی سی بدی ہے اور یہ رحیمیت کے نتیجے میں ہوا کرتا ہے۔ جزا سزا کا سارا عمل جو ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں یہ تمام نظام رحیمیت کے نتیجے سے تعلق رکھتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”یاد رہے کہ جب خدا تعالیٰ کا فیضان بغیر توسط کسی عمل کے ہو تو وہ رحمانیت کی صفت سے ہوتا ہے“۔ رحمانیت میں عمل کا توسط کوئی نہیں ہے۔ جب انسان تھا ہی نہیں اس وقت رحمٰن نے اس کو پیدا فرمایا، تمام انعامات اس پر کئے جبکہ کوئی مانگنے والا نہیں تھا لیکن ایک دفعہ جو انعام فرما دئے ان کا حساب بھی ہوگا اور پھر اگر اس رحمانیت کے تعلق کو کوئی برقرار رکھنا چاہے تو رحیمیت کی صفت کو ملحوظ رکھے بغیر ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ ”جب خدا تعالیٰ کا فیضان بغیر توسط کسی عمل کے ہو تو وہ رحمانیت کی صفت سے ہوتا ہے جیسا کہ جو کچھ خدا نے زمین و آسمان وغیرہ انسان کے لئے بنائے یا خود انسان کو بنایا یہ سب فیض رحمانیت سے ظہور میں آیا لیکن جب کوئی فیض کسی عمل اور عبادت اور مجاہدہ اور ریاضت کے عوض میں ہو وہ رحیمیت کا فیض کہلاتا ہے“۔

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp

Second Prize 50,000 rp

Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager

175, Merton Road .London

SW18 5EF. U.K.

جس خدا سے آئے ہیں اس کی طرف واپسی کا سفر شروع ہو گیا ہے، بہت دور نکل جاتے ہیں اس سے، رحمانیت کے تعلق کو بھول جاتے ہیں اور اس دنیا میں بہت دور تک بھٹک جاتے ہیں پھر اس کی طرف جو واپسی شروع ہوتی ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے پہاڑ سے اترنے کے بعد پھر چڑھائی شروع ہو جائے۔ پہلے جو پہاڑ کی چوٹیاں نصیب تھیں وہ فضل کے طور پر تھیں ہر کس و ناکس میں یہ طاقت نہیں تھی کہ اس بلند پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ سکے جو رحمانیت کے ساتھ انسان کو متعارف کراتا ہے۔ مسلسل نزول ہے انسان کا، رحمانیت سے چلتے ہوئے وہ آخر اس کھڈ تک پہنچ جاتا ہے جس سے آگے پھر نیچے جانا ممکن نہیں ہوا کرتا پھر وہ جن کو بلند چوٹیاں دکھائی دیں اور اچھی اور پیاری لگیں ان کے دل میں ایک بے تاب تمنا بیدار ہو گی کہ واپس ان چوٹیوں کی طرف سفر شروع کریں۔

یہ مشکل سفر ہے، یہ محنت طلب سفر ہے اس میں صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگنا ضروری ہے ورنہ جن لوگوں کو یہ تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ کوئی کہیں کھڑا ہو جاتا ہے، کوئی کہیں کھڑا ہو جاتا ہے، چڑھتے چڑھتے انتظار کرتا رہتا ہے کہ اب یہ چوٹی سر ہو گئی لیکن اس کے اوپر اور بھی چوٹیاں ہوتی ہیں وہ سر کرتے کرتے پھر انسان سمجھتا ہے کہ اب میں اس مقام پہ پہنچ گیا ہوں جو سب سے بلند و بالا ہے۔ اوپر پھر ایک اور چوٹی دکھائی دیتی ہے۔ یہ چوٹیاں جو دنیاوی پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں یہ تو بعض دفعہ پہاڑوں میں ایک مقام تک پہنچ کر ختم ہو جایا کرتی ہیں مثلاً ہمالہ ہے تو ہمالیہ پہاڑ کی آخری چوٹی ہے وہاں پہنچ کر انسان کہہ سکتا ہے کہ میں نے سب کچھ پا لیا لیکن جو اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی طرف رخ ہے اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کتنی بڑی بلندی ہے جس کی طرف ہم نے چڑھنا ہے۔

تو اگر ہمالہ کی چوٹی تک جاتے جاتے انسان جان جوکھوں میں ڈالتا ہے، طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے اور کئی قسم کے خطرات مول لیتا ہے۔ قدم پھسل جائے تو وہ ترقی کی بجائے تنزل کا گڑھا اس کا مقدر بن جاتا ہے جس سے پھر کبھی نکل نہیں سکتا، یعنی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ سارے مضامین ہیں جو رحیمیت اور رحمانیت کے موازنے کو آپ پر کھولتے ہیں اور یہی موازنہ ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس تحریر میں فرما رہے ہیں۔ ”جو کچھ خدا نے زمین و آسمان وغیرہ انسان کے لئے بنائے یا خود انسان کو بنایا یہ سب فیض رحمانیت سے ظہور میں آیا لیکن جب کوئی فیض کسی عمل اور عبادت اور مجاہدہ اور ریاضت کی عوض میں ہو وہ رحیمیت کا فیض کہلاتا ہے۔ یہی سنت اللہ بنی آدم کے لئے جاری ہے“۔ یعنی کوئی بنی آدم اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ”پس جبکہ انسان نماز اور یاد الٰہی میں خشوع کی حالت اختیار کرتا ہے تب اپنے تئیں رحیمیت کے فیضان کے لئے مستعد بناتا ہے“۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۸۹)

یہ جو خشوع ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض تنبیہات بھی فرمائی ہیں یہ میں ابھی آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ کیونکہ خشوع کے مضمون کو سمجھنے میں بعض دفعہ رقت ایک دِقت پیدا کر دیتی ہے۔ اب واقعات خواہ دینی ہوں یا دنیاوی ہوں اللہ کا ذکر جب آپ کریں اور اس رنگ میں ذکر ہو اس کے بندوں سے سلوک کا کہ وہ رنگ اپنی ذات میں دردناک رنگ ہو یا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر کریں اور وہ ذکر ایسا ہو کہ اس کو پڑھتے ہوئے بے اختیار انسان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور بیان کرتے وقت اور بھی مشکل ہو جاتی ہے پڑھتے وقت تو انسان کچھ ضبط کر سکتا ہے مگر وہی دردناک واقعہ اگر بیان کرے تو بڑی مشکل پیش آتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ آنسو جو ایک دردناک واقعہ کے نتیجے میں پھوٹتے ہیں کیا وہ خشیت کا نشان ہیں، کیا اس کو خشوع خضوع کی علامت سمجھا جا سکتا ہے کہ نہیں۔ یہ مضمون بہت باریک اور بڑی محنت سے نتھارنے والا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ معرکہ فرمایا کہ اس مضمون کے مختلف پہلو کھول کھول کر بیان کر کے واعظین کے لئے بھی اور ہر کس و ناکس کے لئے اس مضمون کو ایسا کھول دیا ہے کہ پھر اس میں کسی قسم کے اشتباہ کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ اب دیکھیں کئی لوگ جانتے ہیں کہ قصہ پڑھ رہے ہیں اور وہ قصہ دردناک ہوتا ہے۔ اس قصے پر بعض دفعہ لوگ بلک بلک کر روتے ہیں، بعض بچے جب کوئی دردناک کہانی پڑھتے ہیں تو اتنا روتے ہیں کہ ان کی کتاب ہاتھ سے گر جاتی ہے اور روتے روتے سو بھی جاتے ہیں۔ اب اس کو خشوع خضوع تو نہیں کہہ سکتے۔ اگرچہ خشوع و خضوع کے مشابہ معنی ضرور ہیں مگر یہ خشوع و خضوع نہیں ہے اس کے نتیجے میں ان کو کوئی جزاء نہیں دی جائے گی، کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ یہ دراصل نفس کی ایک حالت ہے جس سے لطف محسوس ہوتا ہے۔ جو دل کا درد ہے جب وہ آنکھوں سے ابل پڑے تو ایک سکون ملتا ہے اور آنسو بھی اس لحاظ سے رحمت ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے انہیں رحمت ہی قرار دیا اور وہ بد نصیب بدو جو سمجھتے تھے کہ آنکھ کی سختی یہ مردانگی کی علامت ہے اور رونا ایک زنانہ نشان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب خود رو پڑتے تھے تو اگرچہ رونا ان معنوں میں تھا جن معنوں میں میں خشوع و خضوع کی اب بات کر رہا ہوں بہت گہرا اور حقیقی عرفان پر مبنی ہوا کرتا تھا مگر آنسوؤں کو آپ نے بہر حال رحمت قرار دیا ہے سمجھانے کی خاطر کہ جس کو اللہ کی رحمت ہی نصیب نہیں ہوئی اس کی آنکھیں خشک ہیں اس کے لئے میں کیا کر سکتا ہوں۔ پس یہ رونے کی صلاحیت کے اعتبار سے دردناک واقعات کو پڑھ کر آپ یہ تو معلوم کر سکتے ہیں کہ آپ کے اندر صلاحیت ہے کہ نہیں مگر اس سے زیادہ نتیجہ نہیں نکال سکتے۔ کچھ ایسے بد نصیب ہوتے ہیں جیسے عرب کے بدو، جن کے متعلق میں نے

بیان کیا ہے کہ ان کی آنکھیں پتھر کی طرح ہوا کرتی تھیں۔ جتنا مرضی دردناک واقعہ ہو جائے، پڑھیں یا سنائیں ان کی آنکھوں میں کوئی آنسو نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ وہ ان چیزوں سے بالکل بے تعلق ہوتے ہیں اور رونے کا ایک تعلق کے ساتھ تعلق ہے۔ جب آپ قصہ پڑھتے ہیں تو فرضی کردار سہی لیکن وقتی طور پر انسان ایک Make Beliefe کے طور پر یعنی بغیر شعور کے از خود اس پر یقین کرنے لگ جاتا ہے اور ایک دفعہ ایک بچے کو میں نے دیکھا جب اس کو رونا آرہا ہوتا تھا کتاب پڑھتے وقت تو ایک دم ہاتھ ہٹا کے کہتا تھا 'نہیں نہیں یونہی واقعہ ہے کچھ بھی نہیں ہے'۔ یہ ہمارے گھر کے بچوں میں سے ایک تھا تو مجھے ہنسی بھی بہت آئی لیکن اس کی ذہانت کا بھی میں قائل ہوا اس کو یہ پتہ تھا کہ مجھے رونا اس لئے آرہا ہے کہ میں ان باتوں پہ یقین کر رہا ہوں اس لئے وہ بار بار کہتا نہیں نہیں کوئی نہیں ہرگز نہیں، یہ ایسا کوئی نہیں ہوا، خیالی باتیں ہیں اور اس طرح اپنے آنسوؤں کو روک رہا تھا مگر یہ تو اس کو پتہ چل سکتا تھا اور چل گیا کہ میرا دل نرم ہے اور دردناک باتوں پہ رونا آتا ہے مگر تعلق کی وجہ سے آتا ہے یہ بھی اس کو پتہ تھا جب تعلق کاٹ دو تو پھر کوئی رونا نہیں آتا۔

تو خشوع و خضوع دو طریق پر ہوا کرتاہے۔ایک فرضی تعلق پر اور ایک حقیقی تعلق پر۔ اب ماں جب بچے کے لئے روتی ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ دکھاوا ہے۔ وہ ایک گہرا تعلق ہے اور وہی ماں جب فرضی قصوں پر روتی ہے تو دکھاوا نہ سہی مگر حقیقت نہیں ہے۔ یہ ہے مضمون جو بہت باریک تجزیہ کو چاہتا ہے ورنہ ہمیں کیا پتہ کہ ہم اللہ کی خشیت سے رو رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت سے رو رہے ہیں یا ویسے ہی واقعات ہی دردناک ہیں ان کی وجہ سے ہمیں رونا آرہا ہے۔ یہ تمہید ہے ان اقتباسات کے لئے جو میں نے بیان کی جو میں ابھی آپ کے سامنے پڑھ کے سناتا ہوں۔

اور ایک اور پہلو بھی اس کا یہ ہے کہ بعض اوقات خشوع و خضوع وقتی طور پر آتا ہے اور بعض دفعہ مستقل اثر پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو ان اقتباسات میں جو میں بیان کروں گا، پڑھ کے سناؤں گا، ان میں موجود ہیں۔

ملفوظات جلد اول، (جدید ایڈیشن) صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "خدا تعالیٰ نے انسان کی قضاء و قدر کو مشروط کر رکھا ہے"۔ قضاء و قدر بھی مشروط ہے یعنی یہ خیال کر لینا کہ قضاء ہے جو لازماً جاری ہو گی اور اس کو ٹالا نہیں جا سکتا، یہ درست نہیں۔ کیونکہ قضاء کو کیسے ٹالا جا سکتا ہے یہ بھی ایک قضاء ہے اور قضائے الٰہی کا ایک حصہ ہے۔ اگر آپ کو علم ہو کہ قضاء کتنے وسیع مضمون پر اطلاق پاتی ہے اور قضاء کے اندر قضاء چلتی ہے تو پھر یہ مشکلات آسانی سے حل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ نے انسان کی قضاء و قدر کو مشروط کر رکھا ہے جو توبہ، خشوع و خضوع سے ٹل سکتی ہے۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے"۔

ہر تکلیف کے وقت انسان خدا کی طرف لوٹتا ہے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا ایک یہ بھی معنیٰ ہے یعنی کہیں کسی مقام پر اسے ایسا دھکا لگتا ہے کہ خدا سے دوری کا سفر اس کے قریب کے سفر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جیسے پتھر دیوار پر ماریں تو وہ لوٹ کر آتا ہے اس طرح بعض دیواروں سے سر ٹکرانے کے بعد انسان کو خدا یاد آتا ہے اور وہ پتھر کی طرح واپس لوٹتا ہے لیکن ان دونوں میں پھر فرق ہے۔ بعض پتھر واپس لوٹتے ہیں مگر کچھ دیر کے بعد زمین پر گر جاتے ہیں لیکن جو شعاعیں ہیں جو روحانیت کی مثال ہیں کیونکہ اللہ نے روحانیت کو نور سے تشبیہ دی ہے وہ جب کسی جگہ سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہیں تو رستے میں نہیں گر جایا کرتیں۔ ان کا سفر مستقل ہوتا ہے۔ کسی وقت، کسی جگہ وہ ختم نہیں ہوتا۔

تو اس طرح یہ نہ سمجھیں کہ ہر شخص کے ساتھ ایک ہی سلوک ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو دنیادار ہوں ان کے پتھر دنیا کی طرف لوٹ جایا کرتے ہیں۔ کچھ دیر کے لئے خدا کی طرف حرکت کی اور پھر وہ پتھر بیچ میں معلق ہوئے اور گر گئے اور وہ جو خدا تعالیٰ کی شعاعیں اپنے دل میں رکھتے ہیں جن کو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے نور کہا جاتا ہے وہ جب بھی کسی ایسی حالت سے ٹکراتے ہیں جو صدمے کا موجب بنتی ہے تو بعینہٖ اسی شدت اور اسی رفتار کے ساتھ خدا کی طرف واپس مڑنے لگتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتے ہیں۔ یہ واحد کا صیغہ چل رہا تھا اس لئے وہی کہنا چاہئے۔ ایسا انسان "اعمال صالحہ کی طرف رجوع کرتا ہے اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اسے بیدار کرتا ہے اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے"۔ یہ بیداری ہے جو مستقل بیداری ہے عارضی بیداری نہیں۔ "اور گناہ سے ہٹاتا ہے جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعے سے پالیتے ہیں اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدا تعالیٰ کے آستانے پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور ربّی ربّی کہہ کر اس کو پکارتا ہے اور دعائیں مانگتا ہے تو وہ رویائے صالحہ یا الہام صالحہ کے ذریعے سے ایک بشارت اور تسلی پالیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول ،جدید ایڈیشن، صفحہ ۱۰۰،۱۰۱)

یہ مضطرب الحال جو آستانۂ الوہیت پر گرتے ہیں یہ وہی ہیں جن کا میں ذکر پہلے کر چکا ہوں جو دل میں ایک روحانیت کا مرتبہ رکھتے ہیں اور وہی روحانیت کا مرتبہ ہے جو انہیں پھر ہمیشہ خدا کی طرف مائل رکھتا ہے ورنہ یہ اس کی ہمیشگی کی توفیق ممکن نہیں۔ ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۷۳ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "جگری گریہ و بکا آستانۂ الوہیت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مفسد مواد کو لے کر نکل جاتا ہے"۔ گریہ و بکا نہیں فرمایا "جگری گریہ و بکا آستانۂ الوہیت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مفسد مواد کو لے کر نکل جاتا ہے"۔ یعنی محض رونے کے نتیجے میں دل کے فساد آنکھوں کی راہ سے باہر نہیں نکلا کرتے اور دل پاک و صاف نہیں ہوا کرتا بلکہ لفظ جگری کی شرط آپ نے رکھ دی ہے۔

جگری کا معنیٰ ہے جو فی الحقیقت سچا ہو، بہت گہرائی اپنے اندر رکھتا ہو۔ تو ان معنوں میں جگری فرمایا کہ "جگری آہ و بکا آستانۂ الوہیت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مفسد مواد کو لے کر نکل جاتا ہے"۔ جب انسان اس گریہ وزاری سے ایک دفعہ صاف کر دیتا ہے تو دوبارہ وہ مواد پھر واپس نہیں جایا کرتا۔ یہ نشانی ہے جو ہر ایک کے لئے کھلی ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بہت مشکل مضمون ہے جسے ہم سمجھ ہی نہیں سکتے جسے پہچاننا ہمارے بس کی بات نہیں اس کو پہچاننا وقتی توبہ کے بعد پھر جو مستقل عمل باقی رہ جاتا ہے اس کو پہچاننے کے ساتھ یہ بات بھی پہچانی جا سکتی ہے۔ اگر وقتی گریہ وزاری ہو تو وقتی طور پر انسان اپنے دل کو ہلکا محسوس کرتا ہے، ہر رونے کے بعد ہلکا محسوس کرتا ہے تبھی اکثر رونے کے بعد لوگوں کو نیند آجاتی ہے، دل خالی ہو جاتا ہے، ہر بوجھ اتر گیا۔ لیکن اگر وہ جگری نہ ہو تو جو مواد دل سے نکلا ہے پھر دل اس سے بھر جائے گا اور کوئی گند نہیں ہے جو صاف ہوا ہے وہ خود گریہ کا بوجھ ہے جو صاف ہوا ہے۔

اور اس کو پاک و صاف بنا دیتا ہے ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "**اہل اللہ کا ایک آنسو جو توبۃ النصوح کے وقت نکلتاہے ہوا وہوس کے بندے اور ریاکار اور ظلمتوں کے گرفتار کے ایک دریا بہا دینے سے افضل و اعلیٰ ہے**"۔ وہ ایک قطرہ کیا ہے جو انسانی زندگی پر گویا رحمتوں کی بارش برسا دیتا ہے۔ ہے ایک قطرہ۔ وہ قطرہ جب خدا قبول فرمالے تو پھر وہ آسمانی زندگی پر گویا رحمتوں کی بارش بن جاتا ہے کیونکہ **اللہ سچی روح کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا، سچی روح کے ساتھ اس کے حضور اگر آنسو کا ایک قطرہ بھی بہایا جائے تو پھر وہی رحمتوں کی مسلسل موسلا دھار بارشیں بن جاتاہے۔**

تو توبۃ النصوح جو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی توبہ کہ اس کے بعد ان اعمال کا کوئی دھیان ہی دل میں نہ آئے جن اعمال سے توبہ کی ہے خیال بھی نہ گزرے اور یہ توبہ تبھی ممکن ہے اگر ان اعمال کی کراہیت، ان کی بدی، ان کی نحوست کا انسان کو سچا علم ہو۔ اب یہ جو مضمون ہے توبۃ النصوح کا اسے پانا بہت مشکل ہے کیونکہ یہ درست ہے کہ اللہ کے مومن بندے اپنے بعض اعمال کی بدی سے آگاہ ہو جاتے ہیں لیکن جزوی طور پر، اور جزوی طور پر جن سے آگاہ ہو جاتے ہیں ان کو واقعۃً چھوڑ بھی دیتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں بارہا عرض کر چکا ہوں یہ ایک جاری سفر ہے۔ ہر اہل اللہ کے اپنے اپنے درجے اور مراتب ہیں، ان کے مطابق یہ سفر ہمیشہ باقی رہتا ہے لیکن توبۃ النصوح ایک اور چیز کا نام ہے۔

توبۃ النصوح کا مطلب ہے کہ کلیۃً تمام اعمال سیئہ، تمام بدیاں اس طرح بھیانک طور پر انسان کے سامنے ننگی ہو کر آجاتی ہیں کہ ان میں سے ایک کے ساتھ بھی پھر رغبت باقی نہیں رہتی۔ یہ بدی کی طرف رغبت کا نہ ہونا، آگے ایک بہت مشکل مضمون کا تقاضا کر رہا ہے جو مشکل بھی ہے اور آسان بھی۔ آسان ان معنوں میں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اگر اللہ سے تعلق سچا ہو جائے تو پھر ایک توبۃ النصوح کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ہر وہ چیز جو اللہ کے تعلق کی راہ میں حائل ہوتی ہے وہ مکروہ اور نہایت گندی دکھائی دیتی ہے۔ جو بھی اس تعلق کو توڑنے والی چیز ہو انسان اس سے تعلق توڑ لیتا ہے اور دوسرا دعاؤں کے نتیجے میں اور محنت کے نتیجے میں۔ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ یہ مضمون چل رہا ہے اس کا یعنی توبۃ النصوح تک پہنچنے کے لئے ایک لمبے سفر کی منازل ہیں جو بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ، بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ ہر قدم پر صبر اور صلوٰۃ کا محتاج کرتی چلی جاتی ہیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نسبتاً لمبا اقتباس پڑھتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ اس بقیہ وقت میں یہ ختم ہو سکے گا کہ نہیں مگر جتنا بھی ہے اسی پر آج خطبے کا اختتام ہو گا۔ فرماتے ہیں: "یاد رہے کہ خشوع اور عجز و نیاز کی حالت کو یہ بات ہرگز لازم نہیں ہے کہ خدا سے سچا تعلق ہو جائے"۔ اب متنبہ فرما رہے ہیں سب کو۔ "یاد رہے کہ خشوع اور عجز و نیاز کی حالت کو یہ بات ہرگز لازم نہیں ہے کہ خدا سے سچا تعلق ہو جائے بلکہ بسا اوقات شریر لوگوں کو بھی نمونۂ قہرِ الٰہی دیکھ کر خشوع پیدا ہو جاتا ہے"۔ وہی پتھر والی بات کہ وہ رستے میں گر جاتا ہے پھر۔ یہاں سے مضمون شروع ہوتا ہے اور پھر آگے اس مضمون کے باریک در باریک پہلوؤں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام روشنی ڈالتے چلے جاتے ہیں۔

"بسا اوقات شریر لوگوں کو بھی نمونۂ قہرِ الٰہی کو دیکھ کر خشوع پیدا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ان کو

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا اور نہ لغو کاموں سے ابھی رہائی ہوتی ہے مثلاً وہ زلزلہ جو چار اپریل ۱۹۰۵ء کو آیا تھا"۔ یہ کانگڑے کا زلزلہ مشہور ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے عین مطابق وہ نہایت ہولناک زلزلہ آیا جس نے ایک وسیع علاقے پہ تباہی مچادی تو فرمایا، "اس کے آنے کے وقت لاکھوں دلوں میں ایسا خشوع اور سوزو گداز پیدا ہوا تھا کہ بجز خدا کے نام لینے اور رونے کے اور کوئی کام نہ تھا"۔ وہ جھٹکے جو تھے وہ بہت دنوں تک بار بار آتے رہے اس لئے اس سارے عرصے میں، جس عرصے میں زمین دہلتی رہی ان کے دل بھی دہلتے رہے اور خدا کے خوف سے بار بار رونا آتا تھا اور اس کی طرف بظاہر متوجہ ہوتے تھے۔

"یہاں تک کہ دہریوں کو بھی اپنا دہریہ پن بھول گیا تھا"۔ اس قسم کے اور بہت سے واقعات ہماری تواریخ میں بھی محفوظ ہیں۔ کوئٹے کے زلزلے کے وقت بھی کیا ہوا تھا۔ کس طرح بعض دہریہ اس وقت خدا کے قائل دکھائی دینے لگے تھے لیکن جب وقت گزر گیا تو پھر اسی طرح پرانی زندگی کی طرف لوٹ گئے۔ "اور پھر جب وہ وقت جاتا رہا اور زمین ٹھہر گئی تو حالت خشوع نابود ہو گئی"۔ "زمین ٹھہر گئی"۔ اس وقت خشوع کی حالت جو ایک قسم کا اضطراب دکھاتی ہے وہ دل کے اضطراب کی کیفیت بھی ٹھہر گئی وہ زمین سے وابستہ تھی نہ کہ تعلق باللہ۔ پس جب زمین ٹھہر گئی تو دل کا اضطراب بھی ٹھہر گیا۔

فرماتے ہیں: "سنا ہے کہ بعض دہریوں نے جو اس وقت خدا کے قائل ہو گئے تھے بڑی بے حیائی اور دلیری سے کہا کہ ہمیں غلطی لگ گئی تھی کہ ہم زلزلے کے رعب میں آگئے ورنہ خدا نہیں ہے۔ غرض جیسا کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں خشوع کی حالت کے ساتھ بہت گند جمع ہو سکتے ہیں"۔ اس لئے ہر انسان اپنی خشوع کی حالت کا تجزیہ کر سکتا ہے۔ جب تک گند ساتھ جمع ہیں اس حالت خشوع کا نام ایک افسانوی خشوع ہے فرضی اور خیالی اور کہانیوں کا خشوع، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ "البتہ وہ تمام آئندہ کمالات کے لئے تخم کی طرح ہے"۔ فرمایا ایک بیج کی طرح ضرور ہے۔ وہ وقت جب انسان کا دل متزلزل ہو چکا ہو اور وقتی طور پر ہی سہی، خشیت طاری ہو وہ آئندہ انسان میں نفس کی تبدیلی کے لئے ایک بیج کا کام دے سکتا ہے اور اس کے نتیجے میں جو سفر شروع ہو وہ ایک دائمی سفر بن سکتا ہے۔

"مگر اسی حالت کو کمال سمجھنا اپنے نفس کو دھوکہ دینا ہے بلکہ بعد اس کے ایک اور مرتبہ ہے جس کی تلاش مومن کو کرنی چاہئے اور کبھی بھی آرام نہیں لینا چاہئے اور سست نہیں ہونا چاہئے"۔ اِستَعِین میں یہ تلاش کا معنیٰ، کبھی آرام نہ کرنا اور کبھی سست نہ ہونا، وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ یہ سارا مضمون اسی آیت سے تعلق رکھتا ہے۔ "جب تک وہ رتبہ حاصل نہ ہو جائے اور وہ وہی مرتبہ ہے جس کو کلام الٰہی نے ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْن"۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور پہچان ہمیں دکھادی ہے ایک اور جانچ کا طریقہ سمجھا دیا۔ "ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے کہ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْن یعنی مومن صرف وہی لوگ نہیں ہیں جو نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں اور سوزو گداز ظاہر کرتے ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر وہ مومن ہیں کہ باوجود خشوع اور سوزو گداز کے تمام لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو تعلقوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں"۔

باوجود کا یہاں معنیٰ باوجود کے ان معنوں میں نہیں کہ خشوع نہ بھی ہو تو ایسا ہو۔ فرمایا کہ خشوع کی وجہ سے، خشوع کے وجود کی وجہ سے، باوجود یہاں یہ معنے رکھتا ہے۔ "باوجود خشوع اور سوزو گداز کے تمام لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو تعلقوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور اپنی خشوع کی حالت کو بیہودہ کاموں اور لغو باتوں کے ساتھ ملا کر ضائع اور برباد نہیں ہونے دیتے اور طبعاً تمام لغویات سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں"۔ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْن۔ "اور بیہودہ باتوں اور بے ہودہ کاموں سے ایک کراہت ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہوتی ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق ہو گیا ہے کیونکہ ایک طرف سے انسان تبھی منہ پھیرتا ہے جب دوسری طرف اس کا تعلق ہو جاتا ہے"۔

پس لغویات سے اعراض کا طریقہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلق باللہ ہی بتایا ہے۔ لغویات سے اچانک تعلق نہیں ٹوٹا کرتا وَاسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ والا جو تعلق ہے وہ اچانک نہیں ٹوٹا کرتا اس میں لازماً صبر کے ساتھ اللہ سے مدد مانگتے ہوئے سب سے پہلی چیز جو مانگنی چاہئے اور سب سے آخری چیز جو مانگنی چاہئے وہ اللہ کا سچا پیار ہے۔ کیونکہ لغویات سے منہ موڑنے کے لئے اس میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ پیار کے نتیجے میں اگر منہ موڑتے ہیں تو یہ منہ موڑنا بہت آسان ہے۔ ایک طرف کشش زیادہ ہے دوسری طرف کم ہے، طبعی بات ہے جس طرف کشش زیادہ ہو گی چیز اسی کی طرف اٹھ جائے گی۔ دقت محسوس نہیں کرتی۔ کشش ثقل میں بھی یہی مضمون ہے اور مقناطیس جب وزنی چیزوں کو زمین سے اٹھا لیتا ہے تو کشش ثقل ختم تو نہیں ہو جاتی مگر ایک زیادہ بڑی طاقتور کشش نے اس چیز کو اپنی طرف کھینچ لیا۔

پس یہ مضمون ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کہ زمینی تعلقات تمہیں ہمہ وقت اپنی طرف کھینچتے چلے جائیں گے اور اگر تم ان سے اس طرح چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہو کہ وہ طبعی ہو جائے اس میں تمہیں محنت نہ کرنی پڑے یعنی ایک دفعہ اگر تمہیں اللہ سے تعلق قائم ہو جائے تو وہ تعلق تمہیں کھینچ لے گا اور زمینی تعلق کمزور پڑ جائے گا۔ اگر یہ نہ ہو، تعلق نہ کھینچے تو پھر زمینی تعلق لازماً ہمیشہ بالآخر آپ کو اپنی طرف کھینچتا چلا جائے گا۔ "جب دل کا خدائے رحیم سے تعلق ہو جائے اور دل پر اس کی عظمت اور ہیبت غالب آجائے"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۲،۲۰۱)۔ یہ آخری فقرہ ہے اس اقتباس کا۔ باقی انشاء اللہ بقیہ اقتباسات آئندہ خطبے میں بیان کروں گا۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

گزرے ہیں گوشۂ گمنامی سے خدا ان کو کھینچ کر نکالتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج جو فوج در فوج لوگ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کا سلسلہ ہے اور اسی کا فیض ہے اور آپ ہی کی برکت ہے۔ یہ سب خدا کی وہ شان ہے جو اللہ تعالیٰ نبیوں پر اور نبیوں کے غلاموں پر ظاہر کیا کرتا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ میں کوئی ہنر نہیں تھا مگر خدا نے چن لیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپ میں کوئی ہنر نہیں تھا مگر ایک ہنر تھا یعنی تقویٰ۔ حضور ایدہ اللہ نے احباب جماعت کو نصیحت فرمائی کہ آپ سب کو تقویٰ کی تلاش کرنی چاہئے، تقویٰ پر زور دینا چاہئے۔ تقویٰ نصیب ہو جائے تو سب کچھ مل جاتا ہے۔ جو خدا کے ہوتے ہیں ان کو دنیا کی پروا بھی نہیں ہوتی۔ جو خدا کی طرف رخ کرتا ہے اور دنیا اس کا مقصود نہیں ہوتی تو اسے خدا ضرور دنیا بھی دیا کرتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے اس طرح شہرت دی کہ جس طرح بجلی کی چمکار ہوتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس تحریر کو پڑھ کر MTA سامنے آجاتا ہے جس کے ذریعہ بجلی کی چمکار کے ذریعہ لمحوں میں سارے عالم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اور آپؑ کی باتیں پہنچ جاتی ہیں۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دل جیتے گئے ہوں تو اس کے نتیجے میں روپے بھی آتے ہیں اور جتنی فتوحات بڑھتی چلی جائیں گی اتنا ہی اس قسم کا پاکیزہ روپیہ بڑھتا چلا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ آج جو جماعت میں روپے کی ریل پیل ہے یہ وہی حضرت مسیح موعودؑ کی فتوحات کا فیض ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ صدی ختم نہیں ہو گی جب تک جماعت کو اللہ تعالیٰ کروڑوں سے اربوں میں داخل نہ کر دے۔ جماعت کو اللہ تعالیٰ فتوحات پر فتوحات عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔ پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زمین سے اللہ نے نشانات برسائے۔ اس پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو بھی سچا احمدی ہے وہ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھے اس کو خدا نے ضرور نشان دکھائے ہیں یا اس کی دعاؤں کے طفیل یا اس کے حق میں قبول ہونے والی دعاؤں کے طفیل اور لکھو کھہا ایسے احمدی ہیں جنہیں خدا نے اپنی ذات کا ثبوت نشان کے طور پر خود دیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کہ ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا ☆ مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

کے حوالے سے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ان ملکوں میں دلچسپی ہے جن میں احمدیت پھیلے تو وہ ایک جدا ملک بن جائے۔ جتنے ملکوں میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والے بنتے چلے جا رہے تھے ان کا ملک بھی ایک جدا ملک بنتا جا رہا تھا اور ہم وہی تاج مانگتے ہیں جو رضوان یار کا تاج ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول کا ایک کھلا دربار ہوا کرتا تھا۔ خدمت قرآن اور بنی نوع انسان کی خدمت علم شفا کے ذریعہ دن رات یہی کام تھا اور بسا اوقات یہ دونوں کام ایک ساتھ جاری رہتے تھے مگر آپ کو ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملے گا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خطبات یا آپ کے جلسوں کے بعد بازاروں میں کھڑے ہو کر کبھی آپ نے اپنا دربار لگایا ہو۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کے انتظار میں کھڑے ہوتے تھے تو عام لوگوں میں سے ایک آپؓ بھی ہوا کرتے تھے۔ سب کا رخ اس طرف ہوا کرتا تھا جدھر سے حضرت مسیح موعودؑ نے نکلنا ہے۔ جہاں تک آپ کی مجلس میں بیٹھنے کا انداز ہے تو حتی المقدور جوتیوں میں بیٹھا کرتے تھے۔ اسی وقت آگے گئے ہیں جب حضرت مسیح موعودؑ بلایا کرتے تھے۔ حضور نے اس سلسلہ میں اپنی مثال بھی دی کہ کبھی آپ نے خلافت سے قبل اس طرح الگ دربار نہیں لگائے۔ حضور نے فرمایا کہ عام جلسوں وغیرہ کے بعد جو لوگ اکٹھے ہو کر دوست دوست سے ملتے ہیں گویا مجمع بعض دفعہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے وہ ایک دوسرے کے گرد بڑھتا ہے، وہ ایک وجود کے گرد نہیں ہوا کرتا۔ یہ مجمع بالکل بُری بات نہیں ہے۔ لیکن ایک شخص ارادۃً کھڑا ہو کہ لوگوں کی توجہ اس کی طرف ہو اور لائنیں لگیں یہ نامناسب بات ہے۔ اگر نیت میں یہ فتور ہو کہ اس کو مزا آرہا ہو کہ جمگھٹا لگا ہے تو یہ غلط بات ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر نیت میں یہ فتور ہو کہ میں بڑا بن جاؤں تو اللہ اسے پورا نہیں ہونے دے گا۔ اور جماعت کو جو یہ تحفظ حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ اللہ اوپر سے دیکھ رہا ہے وہ کسی غلط انسان کو اوپر نہیں آنے دے گا۔ یہ خدا کا اتنا بڑا فضل ہے کہ اسے کبھی بھلانا نہیں چاہئے۔ وہ بصیر ہے، وہ دیکھ رہا ہے کہ اس جماعت میں کون کون لوگ کیا کیا کرنا چاہتے ہیں بالآخر تھوڑی دیر کے بعد وہ ایسے شخص کو نیچے پٹخ دیتا ہے اور دنیا حیران رہ جاتی ہے کہ اس نے اتنی ترقی کی اور پھر اس حال کو پہنچا۔ یہ اس لئے ہے کہ خدا نگران ہے۔ وہ جیسا اس وقت نگران تھا ویسا اب بھی ہے اس لئے جب ان اونچے ہوئے لوگوں کو گرتا دیکھتے ہیں تو بالکل تعجب نہ کریں۔ اللہ ہی ہے جو ان کو گراتا ہے تاکہ وہ جماعت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی جگہ پر نہ بیٹھیں۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں وقف جدید میں شام کو مریضوں کو دیر تک دیکھا کرتا تھا لیکن ایک ادنیٰ بھی شوق نہیں تھا کہ مریض میرے گرد اکٹھے ہوں۔ آپ سب لوگوں کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اگر خدا کی خاطر یا بنی نوع انسان کی خاطر کام کر رہے ہیں تو جمگھٹوں کا لطف نہ اٹھائیں بلکہ جمگھٹوں کی تکلیف کے باوجود کام کرتے چلے جائیں۔ اپنے آراموں سے قطع تعلقی بھی تبتّل کا ہی ایک نام ہے۔ اللہ سے تعلق کے لئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ اگر دل اللہ کی طرف اٹکا رہے اور دنیا سے تعلق محض اس لئے ہو کہ اللہ چاہتا ہے تو جہاں دل اٹکا رہتا ہے وہاں پھر ثبات ملتا ہے۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ جماعت ثبات قدم کے لئے محویت اپنانے کی کوشش کرے گی۔

کلام طاہر

(مطبوعہ شعبہ اشاعت ۔جرمنی)

جماعت احمدیہ جرمنی کے شعبہ اشاعت نے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پرمعارف منظوم کلام یکجا کر کے اگست ۱۹۹۸ء میں "کلام طاہر" کے نام سے نہایت دیدہ زیب اور خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے اور اس غرض سے کہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں بآسانی یہ کتاب حاصل کر سکیں اس کا ہدیہ صرف پانچ مارک مقرر کیاگیاہے ۔ اس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے آپ نیشنل شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی سے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

Verlag der Islam. Hanauer Landstr. 50

60314 Frankfurt AM / Main ,Germany

Fax: +(49) 69-437268

اس پہلے ایڈیشن میں طباعت کی بعض غلطیاں رہ گئی ہیں۔ اسی طرح حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض اشعار میں ترمیم و تصحیح فرمائی ہے ۔ یہ درستیاں ذیل میں شائع کی جا رہی ہیں تاکہ جن احباب کے پاس یہ نسخہ موجود ہے وہ اس میں درستیاں نوٹ فرما لیں۔ شعبہ اشاعت جرمنی اس بات کاانتظام کر رہا ہے کہ سٹاک میں موجود نسخوں میں یہ صحتنامہ چسپاں کر دیا جائے ۔

---

(۱)...... صفحہ نمبر ۲۳ : آخری سے تیسرا شعر۔

"تُو تو ہر بار سرِ راہ سے پلٹ آتا ہے"۔

درستی : .... "سرِ راہ" نہیں بلکہ "سرِ رہ" ہے۔

(۲)...... صفحہ نمبر ۵۳ : بمطابق طباعت شعبہ اشاعت جرمنی (شعر نمبر ۵)

صفحہ نمبر ۴۱ : بمطابق اشاعت لجنہ کراچی ؎

پہلے مصرعہ میں "ہی" حذف کر دیں......اور دوسرے مصرعہ میں "اک" حذف کر دیں۔

تصحیح کے بعد شعر یوں ہوگا :

جس رُخ دیکھیں ہر من موہن تیرا مکھڑا تکتا ہے
ہر مُحسِن نے تیرے حُسن کا ھی اِحسان اٹھایا ہے

(۳)...... صفحہ نمبر ۵۴ : دوسرے شعر کا دوسرا مصرعہ۔

ا...... "اِک درد بہ داماں سُر مئی رُت نے سارا افق کجلایا ہے"۔

درستی :...... سُر اور مئی میں ضرورت سے زیادہ فاصلہ ہے۔ یہ ایک لفظ ہے۔

(۴)...... صفحہ نمبر ۵۴ : بمطابق اشاعت جرمنی اور صفحہ نمبر ۴۲ بمطابق اشاعت لجنہ کراچی

آخری سے پہلا شعر تصحیح و ترمیم کے بعد اس طرح پڑھا جائے ؎

سچے ساتھی دُکھ بانٹ کے میرا تن من دھن اپنا بیٹھے
سُکھ کے ساتھی تو پرائے ہی تھے کون گیا۔ کون آیا ہے

(۵)...... صفحہ نمبر ۵۶ : پانچویں شعر کے پہلے مصرعہ میں لفظ "اَوروں" میں ایک "ر" زائد ہے۔ اسی مصرعہ میں لفظ "تو" کے اوپر پیش ڈالنی چاہئے۔ درست یوں ہوگا :

اَوروں کے دُکھ درد میں تُو کیوں ناحق جان گنواتا ہے

(۶)...... صفحہ نمبر ۶۳ : آخری سے تیسرا شعر

پہلا مصرعہ "جاگ اٹّھو" غلط ہے۔ "اُٹھو" بغیر شدّ کے پڑھا جائے۔

(۷)...... صفحہ نمبر ۷۰ : دوسرا شعر پہلا مصرعہ۔ اس مصرعہ میں دو جگہ ڈیش ڈالنی ہے۔ درست یوں ہوگا۔

"مے برستی ہے ۔ بُلا بھیجو ۔ کہاں ہے ساقی"

(۸)...... صفحہ نمبر ۷۱ : آخری سے دوسرا شعر، دوسرا مصرعہ۔ اس میں لفظ 'آہ کرشمہ' نہیں بلکہ آہ کرشمہ ہے۔ درست یوں ہوگا :

رہی نہ آہ کرِشمہ، نہ چشمِ نَم اِعجاز

(۹)...... صفحہ نمبر ۷۴ : آخری سے پہلا شعر، پہلا مصرعہ۔ اس میں "راس آئیں" غلط ہے ۔ "راس آئے" پڑھا جائے۔ درست یوں ہوگا :

وہ جن کو نہ راس آئے طبیبوں کے دِلاسے

(۱۰)...... صفحہ نمبر ۷۷ : پہلا بند۔ آخری مصرعہ۔ لفظ "میرے" اور "میرا" نہیں بلکہ نکتوں کے بغیر "مرے" اور "مرا" ہیں۔ درست یوں ہوگا :

اجنبی غم مِرے مُحسن مِرا کیا لیتے ہیں

(۱۱)...... صفحہ نمبر ۷۸ : ساتواں شعر۔ پہلا مصرعہ۔ اس میں لفظ 'بھگندر' کی جگہ 'قلندر' کر لیا جائے۔ مکمل شعر تصحیح کے بعد یوں ہوگا :

نحوستوں کا قلندر ہے پیرِ تسمہ پا
کسی دن اِس کو گلے سے اتار کر دیکھو

(۱۲)...... صفحہ نمبر ۹۸ : آخری مصرعہ۔ "اُس جگہ" کے بعد ڈیش (۔) آنی چاہئے۔ درست یوں ہوگا :

اُس جگہ۔ مل کے جُدا پھر نہیں ہوتے ہیں جہاں

بقیہ : ربوہ کی ملکی خدمات کی جھلک از صفحہ ۴

زدگان میں ادویات اور پارچات تقسیم کئے اور سلطان پورہ، مصری شاہ ، شادباغ، تاج پورہ ، اسلامیہ پارک ، راج گڑھ ، کرشن نگر اور شاہدرہ لاہور میں انٹی ملیریا ادویات تقسیم کیں۔ (ایضاً صفحہ ۷۷)

جیسے اوپر لکھا گیا سارے ملک میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی زیر ہدایت ریلیف کا کام ہو رہا تھا اور جہاں ضرورت ہوتی ربوہ سے بھی ریلیف ٹیم خاص طور پر ڈاکٹرز اور انجینئرز اور معمار بھجوائے جاتے تھے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مجلس خدام الاحمدیہ کو خلافت احمدیہ کی برکات کا فیض حاصل تھا چنانچہ اصل تحریک تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی جس پر خدام دل و جان سے عمل پیرا تھے۔ جیسے اخبار آفاق لاہور نے اپنی ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں یہ رپورٹ شائع کی :

"امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپیل کی ہے کہ ان کی جماعت کے ڈاکٹر سیلاب زدگان کی امداد کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اپیل میں کہا گیا ہے کہ احمدی ڈاکٹر جہاں کہیں بھی ہوں سیلاب زدوں کی طبّی امداد کے لئے کم از کم دس روز وقف کریں"۔

یہ ایک بین ثبوت ہے کہ تنظیمی کام اور خدمت خلق کے وسیع پروگرام مرکز کے بغیر خوش اسلوبی سے سرانجام دینے ناممکن ہوتے ہیں۔ مرکزی آواز کے اثر کی صدائے بازگشت بعض اوقات ایسی جگہوں سے بھی سنائی دیتی ہے جہاں سے عام حالات میں تحسین تو کجا مخالفت کا ہی اظہار ہوتا ہے ۔ چنانچہ جہاں دیگر اخبارات و جرائد تو جماعت کی خدمات میں رطب اللسان تھے ہی چٹان کے مدیر آغا شورش کاشمیری صاحب کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ اس نے اپنی اشاعت ۱۷؍ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں لکھا : جماعت احمدیہ نے اپنی ہمت کے مطابق کام میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ۔ اس کا اعتراف نہ کرنا بداخلاقی بددیانتی ہوگی"۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۸ صفحہ ۸۷)

پاکستان میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے مرکز کا قیام خود اپنی مدد اور اپنے ذرائع سے اور وسائل سے ایک نئے شہر ربوہ کی آبادکاری سے جہاں جماعت کو اپنے حقیقی مشن اشاعت اسلام کو ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت ہنگاموں کے بعد از سر نو مستحکم کرنے کی سہولت میسر آئی وہاں خود پاکستان کو بھی دنیا کے نقشہ پر ایک نئے ملک کی شکل میں نمودار ہوا تھا کئی لحاظ سے جانثار محبّ وطن منظّم شہریوں کی خدمات سے بہرہ ور ہونے کے مواقع میسر آتے رہے اور انشاء اللہ ہمیشہ آتے رہیں گے اور ربوہ مرکز احمدیت پاکستان کے ہر تقاضے کو کما حقہ پورا کرنے میں سر فہرست ہی نظر آئے گا۔

عصر حاضر میں دہریت کا سر کچلنے اور توحید باری و حقیّت فرقان مجید اور صداقت اسلام کے اثبات کے لئے

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

نہایت بلند پایہ علمی و تحقیقی تصنیف

Revelation,Rationality,Knowledge & Truth

خدا تعالیٰ کے فضل سے طبع ہو کر دستیاب ہے۔

یہ کتاب اسلام کے حق میں عالمگیر انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرنے والی ہے۔
اس کی بکثرت اشاعت میں بھرپور حصہ لیجئے۔ خود بھی خریدئے اور اہل علم دوستوں کو بھی پیش کیجئے۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ ۲

کیونکہ انسانوں کی نظروں میں ایک عجیب خدا ابھرے گا جس نے دو شہروں کو ملیا میٹ کر کے سزا دی Homo sexuality کے گناہ کی وجہ سے لیکن یہ لوگ ٹی وی پر کہتے ہیں کہ یہ نیچرل ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا جس نے سزا دی تھی وہ Unnatural ہوا۔ اس لئے آپ ان کو ایسی تمام باتیں ایک ہی نشست میں نہیں بتاسکتے۔ آہستہ آہستہ بچپن سے اس اخلاقی نظریہ پر بحث اور گفتگو کیا کریں اور میں جانتا ہوں کہ پھر ایسے بچے اپنے اوصاف کی حفاظت پختہ ارادے کے ساتھ کرتے ہیں اور بہت نیک زندگی گزارتے ہیں۔

☆...... فلسطین میں جہاں اسرائیلیوں کا قبضہ ہے کیا وہ اسرائیلیوں کے کام سے بائیکاٹ کر دیں؟ حضور نے سائل سے دریافت فرمایا کہ کیا اپنے نقصان کی قیمت پر؟ اگر وہ ایسا کریں تو بھوکے مر جائیں گے۔ یہ تو ایک بے معنی سوال ہے۔ صرف یہ سوال کیا جاسکتا تھا کہ کیا وہ دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہو سکتے ہیں؟ تو اسکا جواب نفی میں ہے اور اس پہلی بات کا جواب بھی نفی میں ہے کیونکہ وہ خودکشی کے مترادف ہوگا جس کا وہ تجربہ کر چکے ہیں۔ انہوں نے وہ سبزیاں اگانی بند کر دیں جنہیں یہودیوں کے پاس فروخت کیا کرتے تھے تو انہوں نے ضروری خوراک مہیا کرنی بند کر دی۔ نتیجہ یہ تھا کہ لوگ گھروں میں بند ہو گئے اور مرنے لگے۔

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ خدا یہودیوں کے فلسطین پر قبضہ کے خاتمہ کیلئے خود کوئی اقدامات کرے گا۔ انسانی طاقت ایسا کرنے کے قابل نہیں۔ اور یہ سچ ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ صرف اس وقت کرے گا جب یہ لوگ نیک اور متقی ہو جائیں گے اور اس کی عبادت کریں گے۔

☆...... فوجیوں کو اپنے افسر کا حکم ماننے کا حکم ہے۔ حکم کی اخلاقی حد کہاں تک ہو سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جنگوں میں اس کی کوئی اخلاقی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ ذمہ داری لیڈر شپ کی ہے۔ جب وہ ملک میں ہوتا ہے تو ملکی قانون کی اطاعت واجب ہے۔ اسلئے اخلاقی ذمہ داری اس پر نہیں بلکہ ارباب حکومت پر ہے لیکن اگر وہ جنگ کے دوران بھی کوئی ظلم کرے تو اس کی ذمہ داری اس پر ضرور ہوگی۔

☆...... آنحضرت ﷺ خدا تعالیٰ کے سب انبیاء سے زیادہ برگزیدہ تھے اور جب ہم درود بھیجتے ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ سے حضرت ابراہیمؑ اور آپ کی آل پر بھیجے گئے درود جیسا سلام اور درود بھیجنے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ کیوں نہیں کرتے؟۔ حضور نے فرمایا انہوں نے ٹھیک سمجھا نہیں ہے۔ "کما" کا مطلب اسی حد تک نہیں ہوتا "کما" صرف مشابہت ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہم نے یہ رسول بھیجا کَمَا اَرْسَلْنَا اِلیٰ فِرْعَونَ رَسُولاً۔ جس طرح ہم نے موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ "کما" سے برابری ظاہر نہیں ہوتی۔ اس سے صرف مشابہت ظاہر ہوتی ہے اور مشابہت کی خاطر ابراہیم سے زیادہ بہتر اور کسی کا انتخاب نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں ان پر جس طرح نازل ہوئیں اس طرح کسی اور پر نازل نہیں ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ آپؑ کی اولاد میں سے تھے اور آپ کی نسل تمام انسانوں سے بلند رتبہ عطا کی گئی اور اب تو انہوں نے تمام دنیا کو بھر دیا ہے۔ کیونکہ تمام مسلمان آنحضرت ﷺ کی وساطت سے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہیں۔ اسلئے یہ تمام برکت ہے جو "کما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم" میں مضمر ہے اور یہودی اور عیسائی اور دنیا کی تین عظیم مذہبی قومیں ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کی برکات سے منسلک ہیں اور وہ اس میں فخر محسوس کرتی ہیں کہ ان کا تعلق ابراہیمؑ سے ہے۔ اس لئے درود کے لئے اس سے زیادہ بہتر الفاظ کا انتخاب اور کیا ہو سکتا تھا۔ یہ تینوں نسلیں تمام دنیا پر حاکم ہیں۔ باقی اقوام ان تین بڑی قوموں یعنی مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔

☆...... ٹی وی پر ایک خبر میں بتایا گیا کہ Millenium کے موقعہ پر حضرت عیسیٰ کی دو ہزارویں برسی منانے کے لئے بہت سے لوگ یروشلم میں اکٹھے ہونگے اور شان و شوکت سے یہ برسی منائیں گے تو سوال کرنے والے کا خیال ہے کہ یہ بہت اچھا موقعہ ہوگا اگر عیسیٰ کی بعثت ثانیہ کے واقعہ ہو جانے کی خبر بھی وہاں پیش کی جائے۔ تو حضور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس خیال سے مجھے پہلے بھی آگاہ کیا جا چکا ہے۔ اور یہ خیال ہر Enthusias-tic انسان کے دل میں ابھرتا ہے کہ ہم کیوں نہ اس سلسلے میں کچھ کریں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ Cele-brations کے دوران انکی تمامتر توجہ اس نام نہاد خدا کے بیٹے کی بڑائی پر مرکوز ہوگی اور کوئی بھی اس دوسری آواز کی طرف توجہ نہیں دے گا جو اس بڑے ہنگامے میں اٹھائی جائے گی۔ ایسے مواقع پر ہمیشہ Ideal بات یہ ہوتی ہے کہ ان کو اپنی بات کہہ لینے دیں اور جب ہم دیکھ لیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے تو پھر ان پر Counter Attack کریں اور جب ان کی طاقت اور ذرائع Exhaust ہو جائیں تو پھر مناسب قدم اٹھائیں۔ حضور نے فرمایا یہ ایک جنگ مقدس ہے، بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ میں ان تمام باتوں سے آگاہ ہوں اور ہم انشاء اللہ وقت آنے پر باا ثر قدم اٹھائیں گے۔

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا: "میں تجھے اسلام کی ایک بڑی پارٹی (جماعت) دونگا۔ (I shall give you a large party of Islam) اور یہ الہام بینرز وغیرہ پر لکھا ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس الہام میں اسلام سے مراد مسلمان ہیں اور کیا Large Party سے مراد زیادہ تعداد ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ Party کا مطلب عام طور پر تعداد نہیں ہوتا۔ اس سے مراد ایک شاندار تہوار بھی ہو سکتا ہے۔ تو Large Party of Islam گرامر کے لحاظ سے ہو سکتا ہے کہ بالکل صحیح نہ ہو۔ مسلمانوں کی ایک بڑی پارٹی کا مضمون ہی سمجھ آتا ہے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ "I shall give you a large party of Islam" تو اس میں تمام باتیں آجاتی ہیں۔ یعنی اسلام کے متعلق میں تمہیں بہت کچھ Celebrate کرنے کے لئے عطا کروں گا۔ جس کا مطلب ہے کہ اسلام باقی مذاہب پر غلبہ پائے گا اور خوشی منانے کا بہت عمدہ موقعہ ہوگا۔ اور یہ بھی کہ مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ داخل ہونگے۔ یہ Cele-bration کا دوسرا موقعہ اور محل ہوگا۔ ورنہ اسلام میں کوئی اور پارٹی نہیں ہے جو ہم پر سبقت لے جائے۔ اس الہام میں A large party of Islam ہے جس میں لفظ Of بہت Selective ہے۔ یعنی about or related to Islam۔ اس تعلق میں لفظ from اتنا اعلیٰ نہ ہوتا۔ اسکا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے بتایا کہ I shall give you a large party of Islam کس سلسلے میں ہے On the subject of Islam۔ اس طرح اس کے معنے ہر بات پر حاوی ہو جاتے ہیں۔

☆......انسان کو معاف کرنے کا کیا مطلب ہے اور الٰہی معافی اور انسانی معافی میں کیا فرق ہے؟ حضور انور نے فرمایا انسان کی معافی بالکل ناقابل اعتماد ہے کیونکہ انسان ایسے مجرموں کو معافی دے سکتا ہے جو انکو بجائے اصلاح کرنے کے اور زیادہ مجرم بنادے۔ قرآن مجید کے مطابق ایسی معافی کی اجازت نہیں جو جرم کو زیادہ رواج دے۔ اسلام نے معافی کو مشروط کر دیا ہے۔ معافی بہت حسین چیز ہے اور خاص کر الٰہی عفو بشرطیکہ وہ اصلاح کی طرف رہنمائی کرے۔ لیکن انسانی معافی اکثر جذباتی ہوتی ہے اور بے معنی بھی۔ کبھی کبھی اچھی بھی ثابت ہوتی ہے لیکن اکثر اس کے برعکس۔ لیکن خدا تعالیٰ کی معافی ہمیشہ پُر معنی ہوتی ہے۔

☆...... قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے ہر چیز جوڑوں میں پیدا کی ہے تو کیا کرۂ زمین کا بھی زوج ہے۔ اگر ہے تو اسکا زوج کیا ہے؟

حضور انور نے فرمایا سورج اس کا Male Partner ہے اور زمین اس کی Receptive Part-ner ہے۔ سورج کی روشنی کے اثر سے زمین ہر چیز سے pregnant ہو جاتی ہے۔ اسلئے بھی pair ہے۔ حقیقت میں ہر چیز کا زوج ہے۔ Matter ہو یا Anti Matter اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اب سائنسدان یہ دریافت کر رہے ہیں کہ sub-attomic particles جو انرجی سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کے متعلق ایک حیرت ناک یقینی بات یہ ہے کہ وہ Pairs میں ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ صرف خدا ایک ہے اس کے علاوہ ہر مخلوق جوڑا جوڑا ہے۔

☆......یہ سوال بھی کیا گیا کہ کیا قیامت کے دن اسی طرح سے دونوں فرشتوں کے بیانات پر فیصلے دئے جائیں گے جس طرح اس دنیا کی عدالتوں میں ہوتا ہے؟ حضور نے اس کا جواب بھی وضاحت سے ارشاد فرمایا۔

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

اشاعت اسلام کے لئے
فقیرانہ رنگ پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۷ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا:

"اگر عیسائی مذہب دنیا میں پھیل سکتا ہے، اگر بدھ مذہب دنیا میں پھیل سکتا ہے تو اسلام جو بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جو تمام مذاہب سے زیادہ مکمل اور حسین ہے، وہ کیوں پھیل نہیں سکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی اشاعت کے لئے صحیح ذرائع سے کام لیا جائے۔ اگر تم اسلام کی اشاعت صرف کالجوں اور مدرسوں کے ذریعہ کرو گے تو یہ ایک مذہب نہیں بلکہ سوسائٹی ہوگی اور سوسائٹی میں صرف چند آدمی داخل ہوا کرتے ہیں، ساری دنیا داخل نہیں ہوا کرتی۔ لیکن اگر تم اپنی تبلیغ کو مذہبی رنگ دے دو تو پھر جوق در جوق تمام دنیا کے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگ جائیں گے۔ پس اپنی تبلیغ کو مذہبی رنگ دو اور اسلام کی اشاعت کے لئے فقیرانہ رنگ اختیار کرو پھر دیکھو کہ تمہاری تبلیغ کس سرعت اور تیزی کے ساتھ دنیا میں پھیلتی چلی جاتی ہے"۔

اس سلسلہ میں ۱۶ دسمبر ۱۹۴۷ء کو مزید فرمایا:

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ ہر فرد ہم میں سے اپنے نفس کو ٹٹولتا رہے اور اپنے دل میں دین کے ساتھ ایک محبت اور شغف پیدا کرنے کی کوشش کرے تاکہ دین کے کام اسے بوجھ محسوس نہ ہوں۔ بلکہ وہ انہیں میں لذت اور خوشی محسوس کرے۔ لوگ تو دین کو ایک بوجھ کہتے ہیں۔ ہماری جماعت کے دوستوں کو اس سے بالکل الٹ دنیا کے کاموں کو ایک چٹی اور بوجھ سمجھنا چاہئے کیونکہ ہمارا اصل کام تو دین کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنا اور دین کی اشاعت کرنا ہی ہے۔ باقی دنیا کے کام ہرگز ہمارا مقصد نہیں ہیں۔ محض زبانی باتیں ہمیں کبھی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ ہمارے دماغ پر تو سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے بس ایک ہی مقصد حاوی ہونا چاہئے اور وہ یہ کہ اسلام دنیا میں غالب آئے۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۶، ۳۳۷)

اگر آپ کے زیر مطالعہ کوئی ایسی کتاب، رسالہ یا مضمون ہے جس کے متعلق آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعارف قارئین الفضل کے لئے ازدیاد علم اور دلچسپی کا موجب ہوگا تو حسب حال اس کا خلاصہ یا اس کے اہم اقتباسات (مع مکمل حوالہ) یا اس پر تبصرہ لکھ کر ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

تاریخ احمدیت سے

احمدیہ مسلم مشن ہالینڈ کا قیام

اور ابتدائی احمدیوں کے ایمان افروز واقعات

(دوسری قسط)

مستقل مشن کا قیام

ہالینڈ میں مستقل احمدیہ مسلم مشن کی بنیاد مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کے ہاتھوں پڑی جو دوسرے مجاہدین تحریک جدید کے ساتھ کچھ عرصہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے کے بعد ۲؍ماہ وفا ۱۳۲۶ھ / جولائی ۱۹۴۷ء کو ہالینڈ پہنچے۔ آپ نے ہیگ کی کولمبس سٹریٹ (Colambus Street) میں ایک کمرہ کرایہ پر لے کر اشاعت اسلام کی جدوجہد کا آغاز کر دیا۔

ایک مبلغ اسلام کے آنے کا واقعہ اس ملک کی تاریخ میں چونکہ ایک انوکھا اور نرالا واقعہ تھا اس لئے ڈچ پریس نے اس میں خاصی دلچسپی لی۔ ہالینڈ میں جب پہلی بار اسلامی مشن کے قیام کی خبر منظر عام پر آئی تو ڈچ عوام نے اگرچہ اس خبر کو دلچسپی کے ساتھ پڑھا مگر اس دلچسپی میں تعجب اور تعصب کے ملے جلے جذبات تھے۔ چنانچہ ہیگ کے ایک باثر ہفت روزہ Haagsche Post نے "ایشیا کی بیداری" کے زیر عنوان یہ لکھا:

"یورپ کے لئے ایشیا کی یہ بیداری بالکل غیر متوقع ہے۔ آج مروجہ پہلے طریق کے بالکل الٹ مشرق سے اسلام کے مبلغ مغرب کو بھیجے جا رہے ہیں اور جماعت احمدیہ اس کوشش میں پیش پیش ہے"۔

جہاں تک کیتھولک پبلک کا تعلق ہے اس نے اسلامی مشن کا استقبال دوسروں سے بھی بڑھ کر انقباض کے ساتھ کیا۔ چنانچہ وہاں کے ایک کیتھولک ہفتہ وار اخبار Timotheus (جولائی ۱۹۴۷ء) نے اپنے ایک نوٹ پر سرخی دی کہ:

"کیا ہالینڈ کے آسمان پر ہلالِ اسلامی کا طلوع گوارا کیا جا سکتا ہے؟"۔ نیز لکھا:

"ہمیں ذاتی طور پر ان مبلغ اسلام سے تعرض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں مگر ہم ان کو یہ ضرور بتا دینا چاہتے ہیں کہ انہیں اپنے تبلیغی ارادوں کے ضمن میں ڈچ لوگوں سے کوئی خاص امید نہیں وابستہ کرنی چاہئے اور اگر وہ کوئی ایسی امید لے کر آئے ہیں تو ہمیں ڈر ہے کہ انہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ وہ اپنا بوریا بستر ابھی سے باندھ لیں اور واپسی کی ٹھان لیں"۔

پریس کے علاوہ سرکاری حلقوں نے بھی انتہائی تعصب کا مظاہرہ کیا بلکہ ڈچ وزیر اعظم نے شروع میں ایک مرتبہ حافظ قدرت اللہ صاحب سے دوران ملاقات یہاں تک کہہ ڈالا کہ ہالینڈ میں آپ کو وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔ آپ اپنے لئے کوئی اور ملک انتخاب کر لیں۔

حافظ قدرت اللہ صاحب نے ہالینڈ کی سرزمین میں انوار قرآنی پھیلانے کے لئے اولین توجہ ہیگ کے مختلف ڈچ خاندانوں اور شخصیتوں سے خوشگوار تعلقات پیدا کر کے انہیں دعوت اسلام دینے کی طرف دی۔ بعد ازاں آہستہ آہستہ ہالینڈ کے دوسرے شہروں اور علاقوں میں بھی تبلیغی سفر کئے اور پیغام حق پہنچایا۔ حافظ صاحب کی ان مساعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ماہ کے اندر اندر مشرقی ہالینڈ کی ایک مخلص خاتون اسلام میں داخل ہوئیں جس نے قبول حق کرتے ہوئے مالی قربانی کا ایسا بہترین نمونہ پیش کیا کہ قرونِ اولیٰ کی مسلم خواتین کی مالی قربانیوں کی یاد تازہ ہو گئی۔

مالی قربانی کا شاندار نمونہ

مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے اس سلسلہ میں لکھا:

"عرصہ قریباً تین سال ہوا جبکہ محترم مولانا جلال الدین شمس صاحب لندن میں فریضہ تبلیغ اسلام انجام دینے میں مصروف تھے ایک ڈچ طالب علم مسٹر کاخ آپ کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ خدا کے فضل سے بہت نیک اور مخلص نوجوان ہیں۔ ابھی آپ کی تعلیم جاری ہی تھی کہ مجھے ہالینڈ جانے کا ارشاد ہوا۔ اتفاقاً مسٹر کاخ بھی ان دنوں اپنی رخصتیں گزارنے کے لئے ہالینڈ میں تھے۔ گو آپ کی رہائش ہیگ سے کافی فاصلہ پر تھی مگر پھر بھی بہت حد تک مفید رہی۔ برادرم کاخ کا قیام کچھ عارضی سا قیام نظر آتا تھا اس لئے طبعاً ایک گہری خواہش تھی کہ خدا جلدی ہی کوئی اور مخلص احمدی عطا کر دے تو بڑے لطف کا باعث ہو۔ اپنے اعمال تو اس قابل نہ تھے کہ کسی ایسی نعمت سے نوازا جاتا مگر خدا کی رحمت نے جلدی ہی ایسا سامان کر دیا۔ میری آمد کی خبر پڑھ کر مشرقی ہالینڈ کی ایک خاتون کا خط ملا جو عرصہ سے اس ملک میں کسی اچھے مسلم بھائی کی تلاش میں سرگرداں تھی۔ اس خط میں اس نے ملنے کی خواہش کی۔ گو فاصلہ کافی دور تھا مگر قلیل عرصہ میں چار پانچ دفعہ ملنے آئی۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ، ٹیچنگز آف اسلام، احمدیت یعنی حقیقی اسلام، انگریزی ریویو کے بعض پرچے اور احمدیت کا بعض دوسرا لٹریچر نہایت شوق سے چند ہی ایام میں مطالعہ کر لیا اور پھر ایک دن خود ہی احمدی ہونے کی خواہش کا اظہار کر دیا۔ یہ خاتون اپنے مذہبی رجحان کے باعث اپنے خاوند سے بھی الگ ہو چکی ہیں اور ایک حد تک کسمپرسی میں دن گزار رہی ہیں۔ ان کے پاس اپنی ضروریات کے لئے کچھ سرمایہ تھا مگر خدمت اسلام کا جذبہ کچھ عجیب ہی رنگ میں موجزن ہوا۔ اپنے اعلان احمدیت کے ساتھ ہی ایک ہزار گلڈر (یک صد پاؤنڈ) کا مختصر سرمایہ بطور چندہ پیش کر دیا۔ میں نے ان کی تنگ مالی حالت کے پیش نظر اسے لینے سے جب کچھ گریز کیا تو نہایت رقت آمیز لہجہ میں اس کے قبول کرنے پر اصرار کرتے ہوئے کہا کہ میری گزشتہ عمر گنہگاری میں گزری ہے اور خدا جانے میں نے اپنے پروردگار کو ناراض کرنے کے لئے کس قدر سامان کیا۔ آج مجھے سکون قلب عطا ہوا ہے اس کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کے لئے میری کل پونجی بالکل بے حقیقت ہے۔ آپ اس کو قبول کر لیں۔ پھر سختی سے انہوں نے یہ کہا کہ قربانی کے راستہ میں آپ کا میرے لئے روک بننا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ یہ آپ کی ذات کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی خاطر پیش کر رہی ہوں۔ آپ اگر اسلام کے لئے اپنی تمام تر مصروفیات کو قربان کر سکتے ہیں تو کیا میں یہ چھوٹی سی رقم اس کے لئے پیش نہیں کر سکتی؟۔

آخر میں نے وہ رقم لے لی اور حضور انور کی خدمت میں اس کا بیعت نامہ اور اس کا چندہ پیش کر دیا۔ خدا تعالیٰ اس کے ایمان اور اخلاص کو ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔ خدا کے فضل سے یہ خاتون شریعت اسلامی کی پورے طور پر پابند ہیں۔ پنجوقتہ نمازیں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتی ہیں۔ ماہ رمضان میں باوجود مشکلات کے آپ نے سارے روزے رکھے اور راتوں کو عبادت میں صرف کیا۔ الحمدللہ کہ خدا نے بعض نہایت عمدہ خوابوں اور بشارتوں کے ذریعہ سے اس کے ایمان کو تقویت دی"۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ۱۲)

قرض کی ادائیگی

حضرت عزیز دین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک یادوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں قادیان میں تھا کہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ مدراس والے وہاں آئے ہوئے تھے جن کا اسباب کا لدا ہوا جہاز گم ہو گیا تھا اور وہ ابتلا میں تھے۔ حضرت صاحب سے مشورہ لیتے تھے کہ جہاز گم ہو گیا ہے اور روپے کی زیر باری ہو گئی ہے۔ قرض خواہ قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرتے ہیں تو پھر کیا دیوالیہ نکال دیا جائے یا اور جو تجویز آپ فرماویں عمل میں لائی جائے اور دعا بھی کریں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو کچھ بھی آپ کے پاس ہے یعنی ظاہری جائیداد اور باریک در باریک چیزیں بھی قیمتی جو تمہارے پاس ظاہر اور نمایاں ہیں قرض خواہوں کے آگے پیش کر دیں اور ہم انشاء اللہ دعا بھی کریں گے۔

چنانچہ سیٹھ صاحب نے ایسا ہی کیا یعنی وہ چیزیں نہاں در نہاں پردہ میں ان کے پاس تھیں انہوں نے سب قرض خواہوں کو پیش کر دیں۔ جب قرض خواہوں نے ظاہر جائیداد کے علاوہ اور قیمتی چیزیں بھی دیکھیں جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتی تھیں کہ ان کے پاس ہونگی تو تمام قرض خواہ سیٹھ صاحب کی ایمان داری پر قربان ہو گئے اور انہوں نے ان کی تمام جائیداد زیورات اور قیمتی چیزیں سب کی سب سیٹھ صاحب کو واپس کر دیں اور کہا کہ ہمارا دل مطمئن ہو گیا ہے تم اس روپے سے یا اور ضرورت ہو تو ہم سے لے کر اپنا کاروبار جاری رکھو اور جب تمہارے پاس روپیہ ہو جائے تو ہمارا قرض ادا کر دیں۔

خدا کی قدرت کہ تین سال بعد گم شدہ جہاز کہیں پکڑا گیا۔ اور آخر وہی جہاز مع تمام اسباب کے ان کو دستیاب ہو گیا۔ یعنی تقریباً تین لاکھ کا مال ان کو مل گیا جس سے سیٹھ صاحب نے تمام قرض بھی اتار دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا حال بھی آسودہ کر دیا۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تجویز پر عمل کرنے اور دعا سے سیٹھ صاحب کی بگڑی بن گئی۔

(رجسٹر روایات نمبر ۱، صفحہ ۱۹۲)

آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

لقاء مع العرب

۷؍جولائی ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔

اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش** کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

(ادارہ)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس میں تشریف لائے اور مکرم حلمی شافعی صاحب اور عرب حاضرین کا حال دریافت فرمایا۔ مکرم حلمی شافعی صاحب نے اس مجلس سوال وجواب کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کی اور مجلس میں حاضر عرب احباب و خواتین کا تعارف کروانے کے بعد پہلا سوال پیش کیا۔

☆......**سوال: امام مہدی کو پہچاننے کی کیا علامات ہیں یا امام مہدی کون ہوگا؟**

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ بہت عمدہ سوال ہے اور اس کا جواب صرف آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو سامنے رکھ کر ہی دیا جا سکتا ہے کیونکہ صرف آپؐ ہی ہیں جنہوں نے "الامام المہدی" سے متعلق منصب مہدویت کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی ہے کہ "الامام المہدی" کے نام سے آخری زمانہ میں ایک مصلح پیدا ہوگا۔

آپ ﷺ کل عالم میں سب سے زیادہ علم و عرفان والے تھے اور جانتے تھے کہ آئندہ زمانے میں مسلمانوں کی کیا حالت ہونے والی ہے۔ احادیث مبارکہ سے پتہ چلتاہے کہ "المہدی" کا لفظ گہرے معانی اپنے اندر رکھتاہے اور خود اپنی ایسی تعریف کررہاہے کہ اس کے لئے مزید کسی الگ تشریح و تفسیر کی ضرورت نہیں۔ اور لفظ مہدی پر گہری نظر کریں تو یہ خود ہر قسم کے سوالوں کا تسلی بخش جواب فراہم کرتاہے۔

آنحضرت نے "الامام المہدی" نہیں فرمایا بلکہ "الامام المہدی" فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہادی کامل خود آنحضرت ﷺ ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی اور ہادیٔ کامل کا آنا ممکن نہیں۔ میں یہ سمجھتاہوں کہ آنحضرت ﷺ خدا تعالیٰ سے تعلق کی نسبت سے "المہدی" تھے اور آپؐ جیسا کوئی کامل مہدی نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔ اور امت سے تعلق کے حوالہ سے آپ "الھادی" ٹھہرے اور آپ جیسا کوئی ہادیٔ کامل نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔ سوائے اس کے جو آپ سے ہدایت یافتہ ہو اور پھر اس ہدایت کو دوسرے لوگوں تک پہنچائے۔ تو اس لحاظ سے مہدی کے بھی دو تعلق ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس تعلق کی بنا پر وہ قرآن کریم اور اسلام سے متعلق خدا تعالیٰ سے روشنی پائے گا اور کوئی نئی تعلیم نہیں لائے گا۔ اور دوسرا تعلق آنحضرت ﷺ سے کہ جو بھی ہدایت وہ خدا تعالیٰ سے پائے گا اصل میں وہی ہدایت ہوگی جو آنحضرت ﷺ کو اس دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے دی گئی تھی۔ اور یوں ہر دو تعلق میں وہ "المہدی" کہلائے گا۔

لفظ "ال" ایک تو کاملیت کی طرف اشارہ کرتا ہے دوسرے ایک خاص وجود کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ گویا ویسے تو بہت سے مہدی ہونگے لیکن "الامام المہدی" ایک ہی ہوگا۔

پھر ہمیں احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ "حکم" اور "عدل" ہوگا۔ جس سے یہ اشارہ ملتاہے کہ وہ ایسے زمانہ میں نازل ہوگا جبکہ امت تفرقہ کا شکار ہو چکی ہوگی اور اس وقت امت کو ایک روحانی مصلح کی اشد ضرورت ہوگی۔ جو خدا تعالیٰ سے ہدایت یافتہ ہوگا۔ جو عدالت کے تخت پر بیٹھے گا اور خدا تعالیٰ سے ہدایت پاکر امت کے ہر قسم کے مذہبی اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ تو اس لحاظ سے مہدی کے آنے کی اصل غرض یہ ہوگی کہ وہ قرآنی تعلیمات اور احادیث کی روشنی میں اُمّتِ مسلمہ میں موجود ایسے امور سے متعلق فیصلہ کرے گا جن میں امت مسلمہ تفرقہ کا شکار ہو چکی ہوگی۔

☆......**سوال: امام مہدی کا انتخاب غیر عرب سے اور خصوصاً ہندوستان سے کیوں کیا گیا؟**

حضور نے فرمایا اس میں ایک دائمی حکمت ہے جس کا قرآن کریم بے شمار مواقع پر ذکر کرتا ہے اور سورۃ الجمعہ میں جہاں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر کیاہے خصوصیت سے اس کی حکمت پر روشنی ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔

﴿وَ آخَرِينَ مِنْهُم لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِم وَ هُوَالعَزِيزُ الحَكِيْم. ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيْم﴾ (سورة الجمعه: ۴)

کسی نبی کو مبعوث کرنا، کسی بھی قوم یا کسی بھی ملک کی اجارہ داری نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس پر چاہتاہے کرتاہے اور جسے چاہتاہے مخلوق کی ہدایت کے لئے چن لیتاہے۔ اس سے قبل ہر رسول کی بعثت پر اس زمانہ کے لوگوں نے بارہا اعتراض کیا کہ فلاں قبیلہ یا قوم یا فلاں ملک سے رسول آنا چاہئے تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیشہ لوگوں کے اس سوال کو ردّ فرمایا یہ کہتے ہوئے کہ:

"اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ" (سورة الزُخرف: ۳۳)

اے خدا کے رسول محمد ﷺ یہی آواز تمہارے خلاف بھی اٹھائی گئی ہے کہ عرب سے ہی کیوں؟ مکّہ اور مدینہ سے ہی کیوں؟ "اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ" کیا یہ تمہارے خدا کی رحمت کو بانٹنے والے ہیں۔ کیا یہ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَشَآءُ میں بھی یہی بنیادی اور مستقل اصول بیان فرمایاہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی مرضی ہے کہ جس وقت جسے چاہے اور جہاں چاہے اپنا رسول بنا کر بھیجے اور کسی انسان کو مجال یا اختیار نہیں کہ خدا تعالیٰ کے اس ارادہ میں دخل اندازی کرسکے۔

اس سوال کا جواب تسلی کی خاطر یوں بھی دیا جا سکتاہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں سورۂ جمعہ کی آیت "وَ آخَرِينَ مِنْهُم لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِم......" سے متعلق صحابہ نے عرض کی کہ "من هم يارسول الله؟" یہ آخرین کون لوگ ہونگے اور ان آخرین کی راہنمائی کے لئے کون آئے گا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لو كان الايمان عند الثريا لناله رجل من هٰؤلاء" (بخاری کتاب التفسیر سورة الجمعة)

اور من هٰؤلاءِ فرماتے وقت آپ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر رکھا جو اس وقت مجلس میں اکیلے غیر عرب تھے۔ کیا یہ ایک اتفاق تھا؟ یا خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل یقین اور خدائی وحی و ارادہ سے تھا۔ یقیناً آنحضرت ﷺ کا کوئی فیصلہ یا بات یا فعل اتفاقی یا اپنے ارادہ سے نہ تھا۔ "ما ينطق عن الهوىٰ ان هو الاوحى يوحىٰ" (سورة النجم آیت ۴،۵)۔ کہ آپؐ کوئی بات بھی اپنی طرف سے نہیں کرتے تھے اور جو بھی کلام فرماتے وہ خدا تعالیٰ کی وحی اور منشاء سے ہوتا تھا۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمادیا کہ آخرین میں میری نمائندگی کرنے والا عرب سے نہیں بلکہ غیر عرب سے ہوگا۔ اس وقت مجلس میں بہت سے عرب کندھے موجود تھے لیکن ان سب کو چھوڑ کر اپنا دست مبارک غیر عرب کندھے پر رکھنا صریح اشارہ اس طرف کرتاہے کہ اس زمانہ کا موعود غیر عرب ہوگا۔ من هٰؤلاء اشارہ کرتاہے کہ وہ موعود آپؐ کے قبیلہ یا خاندان سے نہ ہوگا بلکہ غیر عرب سے ہوگا۔

اس واقعہ میں جو دوسری بات قابل توجہ اور اہم ہے یہ ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ آنحضرت ﷺ کے خاندان میں سے نہیں تھے اور اس نسبت سے اہل بیت میں سے نہ تھے۔ لیکن ہم کئی روایات میں یہ پڑھتے ہیں کہ آئندہ ظاہر ہونے والا موعود اہل بیت میں سے ہوگا۔ یہ حدیث بخاری کی ہے جو ایک واضح اور روشن کتاب ہے اور "اصح الكتب بعد كتاب الله" ہے ایک اور موقع پر اس پہلو پر بھی روشنی ڈالتی ہے اور اس مسئلہ کا حل پیش کرتی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتاہے کہ آئندہ ظہور کرنے والے موعود سے متعلق آنحضرت ﷺ کی باتیں خدائی کلام تھا، نہ کہ آپؐ کے اپنے ارداہ سے۔

جنگ احزاب کے موقع پر جب خاندانوں کے لحاظ سے صف بندی کی جارہی تھی تو اکیلے حضرت سلمان فارسیؓ تھے جنہیں آنحضرت ﷺ نے بلایا اور اہل بیت کی صف میں کھڑا کیا اور یہ کہتے ہوئے سب سے بڑا انعام آپؓ پر فرمایا کہ:

"سَلمَانُ مِنَّا اَهْلَ البَيْت"

(مستدرك كتاب معرفة اصحابه ذكر سلمان الفارسی)

تو اس طرح حضرت سلمان فارسیؓ کے اہل بیت ہونے میں بھی کسی شک کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ اور یہ بات بھی روشن ہوگئی کہ آئندہ ظاہر ہونے والا جسمانی رشتہ میں نہیں بلکہ روحانی رشتہ میں اہل بیت میں سے ہوگا۔

آپؐ کیسے کامل نبی تھے، کیسے خوبصورت انداز میں ہمارے لئے راہنمائی فرمائی اور یوں حضرت سلمان فارسیؓ وہ اکیلے خوش نصیب انسان ٹھہرے جنہوں نے باوجود آنحضرت ﷺ کے خاندان میں سے نہ ہونے کے اہل بیت ہونے کا لقب پایا۔

☆......**سوال: احمدی لوگوں کے نزدیک امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ امام مہدی کو مسیح یا عیسیٰ بن مریم کا نام کیوں دیا گیا؟**

حضور نے فرمایا یہ بہت دلچسپ سوال ہے اور اکثر مواقع پر دہرایا جاتاہے۔

سب سے پہلے تو یہ سوال اٹھتاہے کہ دو امام کیوں؟ خدا تعالیٰ ایک وقت میں ایک امام بناتاہے اور اگر دوسرا بناتاہے تو پہلے کے تابع کھڑا کرتاہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی طرح۔ حضرت موسیٰؑ کو پہلے مبعوث فرمایا اور پھر ان کے ماتحت حضرت ہارون کو نبی بنایا۔ لیکن آخر تک حضرت موسیٰؑ ہی لیڈر رہے۔ ایک وقت میں دو Heads نہیں ہوسکتے۔

پہلا سوال تو یہ ہے کہ دو Heads کیوں؟ اور سوال یہ ہے کہ آیا وہ دو مختلف اشخاص ہیں یا ایک ہی شخص کو دو مختلف ٹائیٹل دیئے گئے ہیں۔ اگر وہ دو مختلف وجود بھی ہوتے تب بھی امام ان میں سے صرف اور صرف ایک ہی ہوتا۔ اور "الامام المہدی" اس طرف اشارہ کرتاہے کہ وہ امت محمدیہ میں پیدا ہوگا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ امام ہوگا۔ اور اگر کوئی دوسرا آتاہے تو اسے "الامام" کی ماتحتی میں آنا ہوگا۔ یہ بات نبوت کے مسئلہ کو بھی حل کرتی ہے کہ ایک نبی دوسرے غیر نبی کے ماتحت کیسے ہوسکتاہے اور "الامام المہدی" کے مقام پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔

تمام مسلمان خواہ وہ ان دو ناموں کے ساتھ ایک ہی شخص کے ظہور کے قائل ہوں یا ان دو ٹائیٹلز کے ساتھ دو مختلف وجودوں کے آنے کا تصور رکھتے ہوں۔ یہ عقیدہ ضرور رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ ظہور کریں گے اور خدا کے نبی ہونے کی حیثیت سے ہی مبعوث ہونگے۔ اور خدا کے نبی ہونے کے

باوجود وہ "الامام المھدی" کے ماتحت ہونگے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ "الامام المھدی" کی ماتحتی میں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ایسی صورت میں حضرت "الامام المھدی" کا مقام یقیناً حضرت عیسیٰؑ سے بڑا ہوگا۔

ہم احمدی یہ ایمان رکھتے ہیں کہ ان پیشگوئیوں کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ دو الگ الگ وجود ظاہر ہوں گے۔ بلکہ ایک ہی وجود کو دو نام اس کی صفات اور کاموں کی مناسبت سے دیئے گئے ہیں۔ آئندہ ظاہر ہونے والے موعود کے دو بڑے کام ہیں۔ ایک یہ کہ وہ تجدید دین اسلام کرے گا جیسا کہ پہلے مجددین کرتے آئے ہیں۔ لیکن ان کی نسبت زیادہ وسیع پیمانے پر تمام مسلمانوں کو تفرقوں سے پاک کرکے دوبارہ اتحاد پیدا کرے گا۔ اور ان کے اختلاف کو ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم کر دے گا۔ اس نسبت سے اس کا نام "الامام المھدی" رکھا گیا۔ وہ "الامام" تو ہوگا لیکن آنحضرت ﷺ کی متابعت اور پیروی میں۔

حضور نے فرمایا، یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ "الامام المھدی" کے سوا کسی بھی مجدد کو "الامام" کا لقب نہیں دیا گیا۔ یہ آنے والے "المھدی" کے لئے خاص ہے۔ اس لحاظ سے یہ نام امام مہدی کو گزشتہ تمام مجددین پر فوقیت اور فضیلت بخشتا ہے۔ وہ مجددین بھی یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے لیکن "الامام" نہیں تھے۔

دوسرا بڑا مقصد موعود امام کے آنے کا یہ بیان ہوا ہے کہ وہ عیسائیت کے خلاف جہاد کرے گا۔ وہ مذہب جس نے حضرت عیسیٰؑ کی اصل صورت مسخ کر کے رکھ دی تھی اور اسے انسان سے خدا بنا دیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ آنے والے موعود مہدی کے ذریعہ حضرت عیسیٰؑ کا اصل مرتبہ عیسائیوں پر واضح کرے اور ان کی سچی صورت دنیا کے سامنے پیش کرے اور عیسائیوں پر بدلیل و حجت یہ روشن کرے کہ حضرت عیسیٰؑ کی حیثیت ایک عام نبی سے بڑھ کر نہیں اور ان کا درجہ آنحضرت ﷺ سے بہت کمتر ہے اور وہ ظاہر ہونے والا مہدی جو عیسیٰ کے نام کے ساتھ بھی موسوم ہوگا آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ہوگا اور آپ کی کامل تابعداری میں ظہور کرے گا۔

گویا ہر دو لحاظ سے خواہ ایک ہی وجود دو مختلف ناموں "الامام المھدی" اور عیسیٰ کے القاب کے ساتھ ظاہر ہو یا پھر ان دو ناموں کے ساتھ دو الگ وجود ظاہر ہوں ہر دو صورتوں میں ان کا ظہور آنحضرت ﷺ کی ماتحتی اور متابعت میں ہی ہوگا۔ اسی لئے احادیث میں آتا ہے کہ "الامام المھدی" کا ظہور پہلے ہوگا اور مسیح بعد میں ظاہر ہونگے۔

جہاں تک امام مہدی اور مسیح کے ایک ہی وجود ہونے کا تعلق ہے اس کے ثبوت میں میں ابن ماجہ کی یہ حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں جو بڑی وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو حل کر دیتی ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ میں درج ہے جو کہ صحاح ستہ میں سے ہے اور احمدیت کے آغاز سے بہت پہلے کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "لاالمھدی الا عیسی" (ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان) کہ عیسیٰ ہی مہدی ہے یا مہدی ہی عیسیٰ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ خواہ اسے مہدی کہو یا عیسیٰ کے نام سے پکارو۔ آنے والے موعود "امام" کو اس کے کاموں کی نسبت سے دو الگ الگ ٹائٹل دیئے گئے ہیں۔

ہمارے اس عقیدہ پر آنحضرت ﷺ کی ایک اور حدیث بھی مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے جہاں آپ نے آنے والے مہدی اور مسیح کے کاموں کا ذکر فرمایا۔ "المھدی" کے ساتھ کہیں بھی "یکسر الصلیب" کی ذمہ داری منسوب نہیں کی۔ بلکہ جہاں کہیں بھی مسیح ابن مریم کے ظہور کا ذکر ہے اس کے ساتھ "یکسر الصلیب" کا کام منسوب فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے آنے کی اغراض میں سے ایک بڑی غرض یہ ہوگی کہ اس جھوٹے مذہب سے جو حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے آپ کو بَری کرے گا اور حضرت عیسیٰؑ کی اصل خوبصورت شکل و حیثیت دنیا کے سامنے ظاہر کرے گا اور یہ کام وہ آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی اور متابعت میں انجام دے گا۔

☆......**سوال**: شیعوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصال سے قبل اپنے بعد حضرت علیؓ کو خلیفہ نامزد کیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسلامی نقطۂ نگاہ سے کسی کو خلیفہ نامزد کیا جا سکتا ہے؟

حضور نے فرمایا، یہ مسئلہ تو خود حضرت علیؓ نے حل فرما دیا ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات پر کیا حضرت علیؓ کو علم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں خلیفہ نامزد کیا ہوا ہے۔ اگر انہیں علم نہیں تھا تو شیعوں کو آج کیسے علم ہو گیا؟ کیا وہ حضرت علیؓ سے زیادہ جانتے تھے اور اگر حضرت علیؓ یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں خلیفہ نامزد فرما چکے ہیں تو ایسی صورت میں انہوں نے کیوں اپنا ہاتھ بیعت کے لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا؟ اور اگر جانتے بوجھتے ہوئے انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تو پھر امامت کے لائق نہیں ٹھہرتے۔ شیعوں کا یہ عقیدہ حضرت علیؓ کے خلاف جاتا ہے۔ حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سب مسلمانوں سے بڑے بہادر، نڈر اور شجاع انسان تھے جو کبھی بھی کسی بڑے سے بڑے خطرہ سے نہ گھبرائے اور نہ ڈرے۔ جنہوں نے اسلام کے حق میں زبردست معرکے اور لڑائیاں لڑیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ لڑائی کے وقت سب سے خطرناک مقام پر آنحضرت ﷺ ہوتے تھے اور آپ کے پہلو میں حضرت علیؓ ہوا کرتے تھے۔ کتنے بہادر انسان تھے۔ بڑے سے بڑے خطرہ کی انہوں نے پرواہ نہ کی تھی۔ وہ اپنے ایسے منصب کی حفاظت اور حق کے حصول میں جو کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ہدایت پاکر ان کے نام کیا تھا کیسے ڈر گئے اور خوف کھا کر چپ ہو رہے۔ یہ ناممکن ہے۔ جو بھی ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنا ہاتھ بیعت کے لئے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں دیا اور آپؓ کو خلیفہ قبول کیا اور اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ اس وقت خلافت کے اصل حق دار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ اس طرح خود حضرت علیؓ کا اپنا عمل ہی اس کا جواب ہے۔

اس کہانی کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ جو کچھ شیعوں کی طرف سے کہا جاتا ہے اس سے جو تصویر ابھرتی ہے اور نتیجۃً جو صورت ظاہر ہوتی ہے وہ بہت بھیانک اور تکلیف دہ ہے۔

اگر حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے بعد پہلے خلیفہ بننے کے حقدار تھے اور آنحضرت ﷺ نے ان کے بارہ میں اپنی زندگی میں ہی یہ وصیت فرما دی تھی اور اس بنا پر حضرت علیؓ خلیفہ بننا چاہتے تھے لیکن حضرت ابو بکرؓ زبردستی خلافت پر قابض ہو بیٹھے تو ایسی صورت میں حضرت ابو بکرؓ کی کیا حیثیت بنتی ہے۔ وہ تو پھر نعوذ باللہ منافقین کے سردار کہلائیں گے اور شیعہ انہیں یہی کہتے ہیں۔ گویا ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت علیؓ نے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ ایک منافق کے ہاتھ میں دیا۔ اور تصور کریں کہ حضرت علیؓ نے اپنا وہ ہاتھ جو انہوں نے بیعت کی خاطر آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں دیا تھا، خدا کی خاطر اور اسلام کی خاطر وہی ہاتھ بیعت کے لئے اس ابو بکر کے ہاتھ میں دے رہے ہیں جو شیعوں کے نزدیک منافقوں کے سردار ہیں۔ کیسی ناممکن، ناقابل یقین اور لغو بات کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں تو خود حضرت علیؓ بھی نعوذ باللہ منافق ٹھہرتے ہیں۔

☆......**سوال**: نبی اللہ اور رسول اللہ میں کیا فرق ہے؟

حضور نے فرمایا، قرآن کریم یہ دونوں اصطلاحیں ایک ہی قسم کے وجودوں کے لئے استعمال کرتا ہے۔ جہاں تک ان ناموں کے استعمال کا تعلق ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا، خاتم الرسل نہیں کہا گیا۔ اسی طرح آیت "آمن باللہ وملئکتہ و کتبہ ورسلہ" (سورۃ البقرہ: ۲۸۶) اس میں رسل فرمایا انبیاء نہیں فرمایا۔ پس رسول نبی ہیں اور نبی رسول ہیں۔ اگر رسول اور نبی الگ الگ قسم کے وجود ہوتے تو ایسی صورت میں آنحضرت ﷺ صرف نبیوں کے خاتم ہیں، رسولوں کے خاتم نہیں ہیں، جو ناممکن ہے اور صریحاً غلط ہے۔ اس لئے یہ دونوں ایک ہی قسم کے وجود ہیں اور اصطلاحاً اپنے معانی کے لحاظ سے مختلف ضرور ہیں۔ لیکن وجودوں پر اطلاق پانے کے لحاظ سے ہرگز مختلف نہیں۔ نبی وہ ہے جو خدا تعالیٰ سے غیب کی خبر پا کر لوگوں کو بتلاتا ہے۔ اس پہلو سے وہ نبی ہے۔ یعنی ایسی خبر دینے والا جو چھپی ہوئی تھی، پہلے معلوم نہ تھی۔ اور رسول وہ ہے جو پیغام لاتا ہے اور ضروری نہیں کہ وہ پیغام نیا ہو۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنے والے نبی حضرت اسحٰق، حضرت اسمٰعیل، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام وغیرہ۔ یہ سب بعد میں آنے والے کوئی نیا پیغام یا شریعت خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں لائے۔ ان کے ذریعہ سے پیغام کو دہرایا گیا لیکن اس کے باوجود انہیں رسول کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ سے متعلق فرمایا:

"و ما المسیح ابن مریم الا رسول"

(سورۃ المائدہ: ۷۶)

انہیں رسول فرمایا، نبی نہیں فرمایا۔ گویا دونوں نام ایک ہی قسم کے وجودوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

☆......سوال: رمی جمار میں کیا حکمت ہے؟

حضور انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میرے نزدیک تو یہ ایک نشان کے طور پر ہے کہ حاجی کو جو حج کر رہا ہے اسے اس بات کی یاددہانی کراتا ہے کہ اس نے اپنے شیطان کو مار ڈالا ہے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے اس سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے۔ تین شیطانی ٹیلوں کو کنکریاں مارنے میں یہ حکمت ہے کہ شیطان تین مختلف صورتوں میں انسان پر حملہ کرتا ہے اور اسے گمراہ کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا میں اسے سورۃ الناس کے حوالے سے یوں سمجھتا ہوں کہ:

"قل اعوذ برب الناس . ملک الناس. الٰہ الناس"

اس سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی تین صفات بیان ہوئی ہیں اور پھر آخر میں شیطان کا ذکر ہے۔ کہ وہ کس طرح مخلوق کو گمراہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ان صفات سے اسے دور اور غافل کرتا ہے۔

خدا ربّ الناس ہے۔ شیطان ربّ الناس بننے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا ملک الناس ہے۔ شیطان لوگوں سے کہتا ہے کہ میری طرف آؤ مجھے اختیار ہے اور میں تمہارا مالک ہوں۔ خدا الٰہ الناس ہے جبکہ شیطان لوگوں کا جھوٹا خدا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ تین قسم کے شیطان ہیں جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔ یا یوں کہئے کہ شیطان کی تین صورتیں بتائی گئی ہیں۔ ظاہری شکل میں تین ٹیلے شیطان کے Symble کے طور پر ہیں اور ٹیلے یہ اظہار کرتے ہیں کہ ان میں کوئی جان نہیں، کوئی طاقت نہیں اور کوئی اختیار نہیں۔ بالکل بے جان سی چیزیں ہیں اور انہیں کنکریاں مارنا اس بات کا اظہار ہے کہ ہم اپنے شیطان سے بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے اس سے کلیۃً کنارہ کش ہو رہے ہیں اور آئندہ کسی بھی شیطان کی کسی بھی رنگ میں اطاعت نہیں کریں گے۔

For Sale

House in New Malden

Appealing house in quiet cul-de-sac. Close to local shops.

3 bedrooms, lounge / Dining -room. Family bathroom. Downstairs cloackroom. Large patio. Double-glazing & Central-heating. spacious front. £129,950.

Please contact : Tel: 0181-949-2477

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

شعرائے احمدیت

محترم روشن دین تنویر صاحب

محترم روشن دین تنویر صاحب ۲۰ر اپریل ۱۸۹۲ء کو سیالکوٹ میں مکرم شیخ کالو صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم محلّہ کی مسجد میں حاصل کی اور پھر سکاچ مشن سکول سے ۱۹۰۹ء میں میٹرک کیا۔ کچھ عرصہ اپنے والد کے کاروبار میں مصروف رہنے کے بعد مرے کالج سیالکوٹ میں داخلہ لے کر ۱۹۱۷ء میں .B.A کیا اور پھر یونیورسٹی لاء کالج لاہور میں ۲۲ء میں داخل ہوگئے۔ ۲۴ء میں .L.L.B کر کے لاہور میں پریکٹس شروع کردی۔ ۲۸ء میں اپنے بڑے بھائی کے کاروبار کی نگرانی کیلئے سوڈان تشریف لے گئے۔ پانچ سال بعد واپس آئے تو سیالکوٹ میں وکالت شروع کی لیکن زیادہ تر وقت مطالعہ اور ادبی سرگرمیوں میں گزرنے لگا۔ پہلے آپ 'مسلم' تخلص کرتے تھے لیکن جلد ہی اُسے ترک کر کے 'تنویر' تخلص اختیار کرلیا۔

۳۹ء میں جلسہ جوبلی کے موقعہ پر تنویر صاحب کو پہلی بار قادیان جانے کا موقع ملا۔ واپس آکر حضرت مصلح موعودؓ کے لیکچر "انقلاب حقیقی" کا مطالعہ کیا تو فروری ۱۹۴۰ء میں عیدالاضحیہ کے روز بیعت کرلی۔ آپکے متعدد مضامین اور نظمیں ملک کے مشہور رسائل میں شائع ہوا کرتی تھیں۔ قبول احمدیت کے بعد آپکے شعر و سخن کا فطری ذوق خالصۃً احمدیت کے رنگ میں رنگین ہوگیا اور آپ نے متعدد بلند پایہ مضامین احمدیت کی تائید میں تحریر کئے جو مقبول عام ہوئے۔ بالآخر حضرت مصلح موعودؓ کی جوہر شناس نگاہ نے آپ کو روزنامہ "الفضل" کی ادارت کے لئے چُن لیا اور اکتوبر ۴۶ء میں آپ سیالکوٹ سے ہجرت کر کے قادیان آگئے اور پھر ۷۱ء کے آخر تک متواتر ۲۵ برس یہ خدمت بڑے احسن طریق پر ادا کرتے رہے۔

محترم تنویر صاحب کا پہلا شعری مجموعہ "زنجیر گُل" ۷۲ء میں طبع ہوا جس میں آپ کا ۲۱ء سے ۴۱ء تک کا کلام شامل ہے۔ "صور اسرافیل" آپ کا دوسرا شعری مجموعہ تھا۔

محترم تنویر صاحب ۲۷ر جنوری ۱۹۷۲ء کو عیدالاضحیہ کے دن ۸۰ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ ہی کا ایک شعر ہے

عید قربان ہے مگر عید کا سامان کہاں
جان قربان کروں تن میں مگر جان کہاں

محترم تنویر صاحب ایک بزرگ صحافی، مشہور ادیب اور عظیم شاعر تھے۔ آپ کے بارے میں ایک مختصر مضمون مکرم میر انجم پرویز صاحب کے قلم سے ماہنامہ "خالد" جون ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے۔ محترم تنویر صاحب کا نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں :

جو دوری منزل سے ڈرتا ہے پلٹ جائے
جو ساتھ نہیں چلتا اس راہ سے ہٹ جائے
ہر ایک رکاوٹ کو رستہ سے ہٹانا ہے
پیغامِ مسیحائے موعود سنانا ہے

ٹھہرے کوئی محفل میں اے شیخ تو کیوں ٹھہرے
تم اہلِ خرد ٹھہرے ہم اہلِ جنوں ٹھہرے
تنویر کے نغموں سے اغیار ہیں لب بستہ
اعجاز کے آگے کیا باطل کا فسوں ٹھہرے

گمراہی سمجھتے تھے ہم قلتِ دانش کو
اس عہد کی گمراہی دانش کی فراوانی

ہو کائنات کی تجھے گر معرفت نصیب
ناچیز سنگریزہ بھی گوہر سے کم نہیں

-......☆......☆......☆......-

خواب اور حقیقت

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی کتاب "میری والدہ" سے ایک لمبا اقتباس لجنہ اماء اللہ ناروے کے سہ ماہی رسالہ "زینب" اپریل تا جون ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے۔

محترم چودھری صاحبؓ اپنی والدہ محترمہ کے متعدد خوابوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ والدہ صاحبہ نے ساری زندگی بہت کثرت سے سچے خواب اور رؤیا دیکھے جو ہمارے ایمانوں کی مضبوطی کا باعث بنے۔ بعض دفعہ انہیں الہام بھی ہوتا تھا لیکن وہ انکسار کی وجہ سے اس کا نام الہام نہیں رکھتی تھیں۔

ایک بار عزیز اسد اللہ خان سے چھوٹی عمر میں سلیٹ گُم ہوگئی تو والدہ صاحبہ اسے بہت خفا ہوئیں اور وہ سہم گیا۔ اُسی رات انہوں نے رؤیا میں ایک نورانی شکل والے بزرگ کو دیکھا جنہوں نے فرمایا "آپ نے ایک چار آنہ کی چیز ضائع ہو جانے پر ہمارے بندے پر اس قدر غضب کا اظہار کیا۔ یہ لیجئے چار آنے میں دے دیتا ہوں"۔ اور اُنہوں نے ایک چمکتی ہوئی چوّنی والدہ صاحبہ کو دی۔ آپؓ بیدار ہوئیں تو فجر ہونے کو تھی۔ جب آپؓ لوٹے میں پانی لے کر وضو کے لئے اوپر کی منزل پر گئیں اور چھت پر پہنچیں تو ایک چمکتی ہوئی چیز تیزی سے آسمان سے گرتی ہوئی دیکھی جو آپؓ کے لوٹے کے ساتھ ٹکرائی۔ والدہ صاحبہ نے اُسے اٹھالیا۔ یہ ایک چمکتی ہوئی چوّنی تھی۔

حضرت والد صاحبؓ کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ نے دو تین دفعہ خواب دیکھا کہ وہ نوجوان عورت (جسے والدہ صاحبہ نے والد صاحب کی وفات سے تین دن قبل خواب میں دیکھا تھا) اُسی کمرہ میں بیٹھی ہے جس میں والد صاحب کام کر رہے ہیں۔ جب تیسری دفعہ یہی نظارہ دیکھا تو آپکے دل میں کچھ قبض محسوس ہوئی کہ یہ عورت ہر وقت اُن کے ساتھ کیوں رہتی ہے۔ لیکن آپ نے اس امر کا کوئی اظہار نہ خواب میں کیا نہ بیدار ہو کر۔ کچھ عرصہ بعد میری ایک خالہ صاحبہ نے دورانِ گفتگو ہنس کر کہا کہ میں نے آپ کو بھائی جان کی طرف سے ایک پیغام دینا ہے۔ والدہ صاحبہ نے دریافت کیا 'کیا پیغام ہے؟' خالہ صاحبہ نے کہا کچھ دن ہوئے میں نے بھائی جان کو خواب میں دیکھا تھا اور ایک نوجوان عورت اُن کے پاس کھڑی پنکھا ہلا رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ "ظفر اللہ خاں کی والدہ سے کہنا کہ وہ خواہ مخواہ دق ہوئیں۔ یہ عورت تو میری خدمت کے لئے مقرر ہے۔ میرا اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے"۔ یہ سُن کر پھر والدہ صاحبہ نے بھی اپنے اُس احساس کا ذکر کیا جو آپؓ کو خواب دیکھ کر ہوا تھا۔

-......☆......☆......☆......-

حضرت امام بن تیمیہؒ

امام تقی الدین ابو العباس احمد بن شہاب الدین عبدالحلیم ۶۶۱ھ میں حران میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد بھی اپنے زمانہ کے مانے ہوئے عالم اور محدّث تھے۔ آپؒ اپنے ایک دور کے جدہ کی نسبت سے ابن تیمیہ کی کنیت سے معروف ہوئے۔ آپؒ بہت دلنواز، سنجیدہ اور بارعب شخصیت کے مالک تھے اور آپؒ کا گھرانہ اپنے علاقہ میں اثر و رسوخ اور دینی قیادت کا شرف رکھتا تھا۔ جب آپکی عمر سات سال تھی تو آپکا خاندان تاتاریوں کے حملوں کے خوف سے حران سے ہجرت کر کے دمشق آگیا جہاں بغداد کی تباہی کے بعد کئی علماء پناہ گزین تھے۔ یہیں آپؒ کی پرورش ہوئی۔ آپکے والد دمشق کی جامع مسجد کے واعظ اور اسکے ایک مدرسہ کے معلّم تھے۔

امام ابن تیمیہؒ بچپن سے ہی بڑے محنتی، سنجیدہ اور علم کا ذوق رکھنے والے تھے۔ آپؒ کا حافظہ غضب کا تھا۔ آپؒ نے پہلے قرآن کریم حفظ کیا اور پھر مروّجہ علوم حاصل کئے۔ حدیث آپکا پسندیدہ موضوع تھا اور علوم عربیہ میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپؒ کی عمر ۲۱ سال تھی جب آپؒ کے والد کا انتقال ہوگیا اور آپؒ اپنے والد کی مسند تدریس پر متمکن ہوئے۔ آپؒ بڑے فصیح اللسان اور واضح البیان استاد تھے۔ ہر خیال کے لوگ آپکے درس میں شامل ہوتے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق استفادہ کرتے۔ آپؒ کا ذکر خیر محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳ر جون ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے۔

امام ابن تیمیہ نے بدعات کے خلاف بڑی شدت سے آواز بلند کی چنانچہ اُس زمانہ کے کئی بااثر صوفی آپکے خلاف ہوگئے اور حاکم مصر الناصر کے پاس شکایت کی۔ الناصر کو اگرچہ ابن تیمیہؒ سے عقیدت تھی لیکن علماء کے شور و شر سے مجبور ہو کر اُس نے آپکو مصر بلا بھیجا جہاں قاضی نے الزام لگا کر قید کردیا اور ۱۸ ماہ بعد الناصر کی کوششوں سے رہائی ملی۔ جب آپؒ نے الناصر کے ایک پیر کے فلسفہ وحدۃ الوجود پر تنقید کی تو قاضی نے الناصر پر پھر دباؤ ڈالا اور نتیجۃً آپؒ کے سامنے تین تجاویز پیش کی گئیں۔ اول یہ کہ زباں بندی کی شرط کے ساتھ اسکندریہ یا دمشق چلے جائیں اور دوم یہ کہ قید قبول کرلیں خواہ درس جاری رکھیں۔ آپؒ نے آخری صورت منظور کی لیکن پھر آپؒ کو زیادہ عرصہ قید میں نہ رکھا جاسکا کیونکہ آپکی درس و تدریس کے نتیجہ میں لوگ پہلے سے بھی زیادہ آپؒ کے گرویدہ ہوگئے۔ ...... ایک موقعہ پر الناصر نے ارادہ کیا کہ جن علماء نے آپؒ کو تکالیف دی ہیں اُن کو سزا دی جائے لیکن آپؒ نے سب کو معاف کردیا۔ تاہم صوفیاء کے گروہ نے پبلک کو اکسایا جس پر بعض جاہلوں نے آپؒ پر حملہ بھی کیا۔ لیکن آپؒ نے اپنے مشتعل حامیوں کو انتقام لینے سے سختی سے روکا اور کہا کہ اگر میری خاطر انتقام لینا چاہتے ہو تو میں معاف کرچکا ہوں، اگر اپنے لئے انتقام لینا چاہتے ہو تو جو مرضی ہے کرو اور اگر اللہ کی خاطر انتقام لینا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ اللہ اپنا حق لینے پر آپ قادر ہے۔

امام ابن تیمیہؒ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ مرد میدان بھی تھے۔ آپؒ نے تاتاریوں کے خلاف جہاد میں مؤثر حصہ لیا اور انہیں شکست فاش دی۔ ایک اور باغی قبیلے الحشاشین کے خلاف بھی تلوار اٹھائی اور انہیں کچل دیا۔ یہ قبیلہ خود کو مسلمان کہتا تھا لیکن عیسائیوں سے ان کا خفیہ گٹھ جوڑ تھا اور موقع ملنے پر حملہ کر کے مسلمانوں کا اسلحہ، گھوڑے، عورتیں اور بچے پکڑ کر عیسائیوں کے پاس بیچ دیتے تھے۔ بعض اعلیٰ سطح کے سفارتی وفود کی کامیاب قیادت بھی آپؒ نے کی۔

امام ابن تیمیہؒ عقائد کے اعتبار سے کسی تاویل اور مجاز کے قائل نہ تھے اور ظاہری مفہوم کو ترجیح دیتے تھے۔ صوفیاء کے اکثر نظریات کو خلافِ شریعت سمجھتے تھے۔ قبر پرستی کے اتنے خلاف تھے کہ قبور کی زیارت کو بھی ناجائز سمجھتے۔ حتّٰی کہ آنحضور ﷺ کی روضہ مبارک کی زیارت کو بھی جائز نہ سمجھتے۔ اسی طرح طلاق کے بارے میں بھی آپکا نظریہ تھا کہ حیض کی حالت میں طلاق لغو ہے اور اکٹھی تین طلاقیں دراصل ایک ہی ہیں۔ اسی قسم کے نظریات کی وجہ سے آپؒ کے خلاف فتوے دیئے گئے اور عوام کی شورش کے ڈر سے آپؒ کو قلعہ میں نظر بند کردیا گیا۔ لیکن آپکے نظریات عوام تک تحریرات کے ذریعے پہنچتے رہے۔ اس پر آپؒ سے قلم اور کاغذ بھی لے لیا گیا۔ یہ پابندی آپکے لئے ناقابلِ برداشت تھی لیکن سب کچھ خدا کی خاطر تھا۔ آپؒ کی آخری تحریر جو آپؒ کی وفات کے بعد ملی وہ کوئلہ سے لکھی گئی تھی۔ آخر ۷۲۸ھ میں آپؒ ۶۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپؒ کا جنازہ قلعہ سے باہر لایا گیا اور خلق کثیر نے نماز جنازہ پڑھی۔

امام ابن تیمیہؒ نے بلاشبہ ہزاروں صفحات تحریر کئے۔ آپکی چھوٹی بڑی کتب کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے اور بعض کتب کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

04/12/98 - 10/12/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 4th December 1998
14 Shabaan

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.40 Children's Corner: Quran Class No.41 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.393 Rec: 21/04/98 (R)
02.10 Quiz: History of Ahmadiyyat, Pt 69 (R)
02.50 Urdu Class: Lesson No. 341 (R)
03.50 Learning Arabic: Lesson No.21
04.10 MTA Variety: Sajray Phull, Seerat Sahaba Hadhrat Hakim Mohammad Ismail Sb(RA)
05.00 Homeopathy Class: Lesson No. 184 (R)
06.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
06.30 Children's Corner: Quran Class No.41 (R)
07.15 Pushto Programme: Hadhrat Masih Maud Ka Ishaq e Rasool (SAW)
07.45 From The Archives: Majlis e Irfan, 1982(R)
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No. 393 (R)
09.50 Urdu Class: Lesson No. 341 (R)
10.50 Computers For Everyone: No.87
11.30 Bengali Service: Intellectuals slate the Anti - Ahmadi Movement.
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Nazm, Darood Shareef.
13.00 Friday Sermon - LIVE
14.05 Documentary: Safar Hum Nay Kiya
14.30 Rencontre Avec Les Francophones: (New) Rec: 30/11/98
15.45 Friday Sermon (R)
17.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 394 Rec: 22/04/98
18.05 Tilawat Seerat un Nabi
18.25 Urdu Class (New): Rec.04/12/98
19.25 German Service:
20.25 Children's Class: Lesson No. 123, Part 1
20.55 Medical Matters: Heart Disease - Part 5
21.40 Friday Sermon (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones: (New) Rec: 30/11/98 (R)

Saturday 5th December 1998
15 Shabaan

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Class: Lesson No.123, Part 1 (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 394 (R)
02.00 Friday Sermon (R)
03.05 Urdu Class(N): Rec.04/12/98 (R)
04.20 Computers For Everyone: Part 87 (R)
05.00 Rencontre Avec Les Francophones: (New) Rec: 30/11/98 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Class: Lesson No.123, Part 1(R)
07.20 Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor
08.20 Medical Matters: Heart Disease - Part 5(R)
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 394 (R)
10.00 JALSA QADIAN: Opening Speech - LIVE By Hadhrat Khalifatul Masih IV, London
11.30 Documentary: Qadian Dar ul Aman - Pt 1
12.35 Tilawat, News
13.10 Learning Danish: Lesson No.4
13.35 Indonesian Hour: Tilawat, Children's Class Nazm, More......
14.35 Bengali Service: Discussion on the advent and the trust of The Imam Mahdi.
15.40 Children's Class
16.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 395 Rec:23/04/98
17.40 Tafseer ul Kabeer: Programme No. 21
18.15 Tilawat
18.20 Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 04/12/98
19.30 German Service: Sport, Discussionskreis, More...
20.30 JALSA QADIAN: Opening speech (R)
22.05 Q/A with Hadhrat Khalifatul Masih IV. Part 1, Rec: 14/11/98
22.50 Children's Class (R)

Sunday 6th December 1998
16 Shabaan

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.50 JALSA QADIAN: Opening Speech (R)
02.20 Documentary: Qadian Darul Aman, Pt 1(R)
03.15 Urdu Class(New): Rec.04/12/98 (R)
04.30 Learning Danish: Lesson No. 4 (R)
04.55 Children's Class: Lesson No. 124 (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.00 Children's Corner: Quran Quiz, Pt 33
07.25 Friday Sermon (R)
08.45 Q/A with Hadhrat Khalifatul Masih IV Part 1, Rec: 14/11/98 (R)
09.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 395 (R)
10.45 Urdu Class(New): (R)
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Chinese: Lesson No.107
13.15 Indonesian Hour: Nabi Isa (AS), Al Masih di Hindustan.
14.15 Bengali Service:Islamic Nazms in family life Fish Cultivation, More....
15.15 English Mulaqat: with African Guests Rec: 22.01.95
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 396 Rec: 28/04/98
17.20 Albanian Programme: with Maulana Ataul Kaleem Sahib - Part 1
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi.
18.30 Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 05/12/98
19.45 German Service: Ihre Fraggen, MTA Variety, More...
20.45 Children's Corner: from Lajna Pakistan
21.05 Dars ul Quran(No. 17): with Huzoor Rec: 19/01/98
22.20 MTA Variety: Interview - Part 4
23.05 Learning Chinese: Lesson No. 107 (R)
23.35 Documentary: Fazl e Umar Press, Qadian.

Monday 7th December 1998
17th Shabaan

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
01.00 Children's Corner: by Lajna Pakistan (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 396 (R)
02.20 MTA USA: Q/A with Khalifatul Masih IV Part 1, Rec: 25/09/94 - From Washington
03.10 Urdu Class(New): (R)
04.20 Learning Chinese: Lesson No. 107 (R)
04.55 English Mulaqat: with African Friends (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
07.00 Children's Corner: by Lajna Pakistan (R)
07.20 Dars ul Quran(No. 17): with Huzoor (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 396 (R)
10.00 JALSA SALANA QADIAN 1998 Concluding Speech by Huzoor - LIVE
11.30 Documentary: Qadian Dar ul Aman - Pt 2
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Norwegian: Lesson No. 86
13.15 Indonesian Hour
14.15 Bengali Service: Discussion on Nazam e Wassiyat, Introduction to Ahmadiyyat
15.15 Homeopathy Class: Lesson No. 185
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 397 Rec: 29/04/98
17.20 Turkish Session: Talk about fasting.
18.05 Tilawat.
18.10 Urdu Class: Lesson No. 342
19.20 German Service: Begegnung mit Huzoor, Mach Mit.
20.25 JALSA SALANA QADIAN Concluding speech (R)
22.05 Homeopathy Class: Lesson No. 185 (R)
23.10 Quiz: Rohani Khazaine - Part 7

Tuesday 8th December 1998
18th Shabaan

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Class:
01.15 JALSA SALANA QADIAN Concluding speech (R)
02.45 Documentary: Qadian Dar ul Aman Pt 2(R)
03.15 Urdu Class: Lesson No. 342 (R)
04.20 Learning Norwegian: Lesson No.85
04.55 Homeopathy Class: Lesson No. 185 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Class: (R)
07.20 Pushto Programme: Friday Sermon Rec:06/06/97
08.25 Quiz: Rohani Khazaine - Part 7 (R)
09.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 397 (R)
10.20 Urdu Class: Lesson No. 342 (R)
11.25 Medical Matters: Child Care - Part 1
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning French: Lesson No. 17
13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon Rec: 14/11/97
14.05 Bengali Service:
15.10 Tarjumatul Quran Class(New): Rec: 08/12/98
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 398 Rec: 30/04/98
17.15 Norwegian Programme: Part 13 Islami ki Fil'...
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Class No. 343
19.25 German Service
20.25 Children's Corner: Quran Class, Pt 42
20.45 Children's Corner: Waqfeen e Nau - Pt 3
21.20 Hamari Kaenat: Programme No. 151
21.50 Tarjumatul Quran Class(New): (R)
22.55 Learning French: Lesson No. 17 (R)
23.25 MTA Variety: Interview of a new Ahmadi

Wednesday 9th December 1998
19th Shabaan

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.50 Children's Corner: Quran Class, Pt 42 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 398 (R)
02.20 Medical Matters: Child Care, Pt 1 (R)
02.40 Children's Corner: Waqfeen e Nau Pt 3 (R)
03.15 Urdu Class: 343 (R)
04.15 Learning French, Lesson No: 17 (R)
04.45 Tarjumatul Quran Class, Rec: 08/12/98 (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50 Children's Corner: Quran Class: Pt 42 (R)
07.10 Swahili Muzakra: Pt 3
08.00 Hamari Kaenat Programme No: 151 (R)
08.30 MTA Variety: Interview with New Ahmadi
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 398 (R)
10.10 Urdu Class: 343 (R)
11.25 MTA Variety: Durr-e-Sameen, Bund 9
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning German, Lesson: 1
13.05 Indonesian Service
14.05 Bengali Service: Friday Sermon 12/06/98
15.05 Tarjumatul Quran Class: Rec: 09.12.98
16.10 Liqa Ma'al Arab: No. 399, Rec: 05.05.98
17.10 French Programme: Children Class In Belgium, Rec: 03.05.98
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class
19.40 German Service
20.40 Children's Corner: Session: 124, Pt 1
21.15 MTA Lifestyle: Daal Mash & Chana
21.35 MTA Entertainment: Bait Bazi, Pt Final
22.05 Tarjumatul Quran Class: Rec: 9.12.98 (R)
23.10 Learning German: Lesson 1 (R)
23.40 A Short Documentary: Zinda Log

Thursday 10th December 1998
20th Shabaan

00.05 Tilawat, Malfoozat, News
00.45 Children's Class: 124, Pt 1 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab No: 399, Rec: 5.5.98 (R)
02.15 MTA Variety, Durr-Sameen, Bund 9 (R)
02.45 MTA Entertainment: Bait Bazi (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.25 Learning German: Lesson: 1 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class: Rec: 9.12.98 (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner (R)
07.15 Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 15.11.96
08.20 MTA Lifestyle: Al Maidah - Daal Mash and Chanay (R)
08.40 Short Documentary: Zinda Log (R)
09.00 Liqa Ma'al Arab: Session No: 399 (R)
10.15 Urdu Class (R)
11.15 Quiz : History of Ahmadiyyat - Part 70
12.05 Tilawat, News
12.50 Learning Arabic: Lesson 22
13.05 Indonesian Hour: Hadith, Sinar Islam, Al Mashih di Hindustan.
14.05 Bengali Service: Q/A -Part 1 with German friends, Rec: 21/08/96
15.10 Homeopathy Class: Lesson No. 186
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 400 Rec: 06/05/98
17.05 Bosnian Item: Interview of Ameer Sb
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat.
18.25 Urdu Class: With Huzoor
19.30 German Service
20.35 Children's Corner: Quran Class Pt 43
20.55 From The Archives: Majlis e Irfan
21.45 Homeopathy Class: Lesson No.186 (R)
22.45 Learning Arabic: Lesson No.22 (R)
23.00 MTA Variety: 'Shajray Phull'.

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, December 04, 1998 No. 49

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

مفتریات کی فیکٹری

ایک کروڑ کلمہ گوؤں کو قانوناً نامسلم (Not Muslim) قرار دلوانا کافر گر ملاؤں کی اسلام دشمنی اور پھر تبلیغ کے حق سے محروم کردینا اپنی شکست کا کھلا اعتراف ہے مگر ان دین فروشوں کی خبث باطنی ملاحظہ ہو کہ وہ اسے اپنا عظیم کارنامہ تصور کرتے ہیں اور ہر سال سات ستمبر کو روزنامہ "جنگ" اور بعض دوسرے اخباروں کی اشاعت خاص کا ایک صفحہ اس سیاہ کارنامہ کی تشہیر کے لئے ضرور چھپوادیتے ہیں اور بقول علامہ شبلی نعمانی ؂

کرتے ہیں مسلمانوں کی تکفیر شب و روز
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بے کار نہیں ہیں

۱۹۹۸ء میں بھی روزنامہ "جنگ" نے ۷ ستمبر کے ایشوع میں عطاء اللہ شاہ بخاری کے تین چیلوں کے مفتریات کی فیکٹری سے نکلے ہوئے تین چیتھڑوں کو سجا کر پیش کیا ہے۔ تکفیر کے اس گلدستہ کا ہر پھول کذب و بہتان کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ غلط بیانیوں سے لبریز جہازی سائز کے صفحہ میں سے صرف دو جھوٹ ملاحظہ ہوں:

(۱)...... لدھیانہ میں مرزا صاحب کے سسرالی رشتہ دار تھے۔ مجدد ہونے پر بیعت کرنے کے لئے انہوں نے امداد کا وعدہ کیا اور ۱۸۸۱ء میں انہوں نے یہاں اپنے مجدد ہونے کا اعلان کر دیا۔

حالانکہ **حقیقت** یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ پہلی بار ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ میر درد کے مبارک خاندان میں آپ کا نکاح ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ بروز سوموار بمطابق ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو شیخ الکل مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی نے دہلی میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ کی مسجد میں پڑھا۔

(۲)...... لکھا ہے کہ ۱۹۱۴ء میں حکم نورالدین بھی رخصت ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے خلیفہ ہوا۔ ایک احمدی بچہ بھی جانتا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفہ اول کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نہیں بلکہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے تھے۔ ستم ظریفی کی حد یہ ہے کہ اس جہالت کے جرم کا مرتکب اپنے نام کے ساتھ **مفتی کا دم چھلا** لگائے ہوئے ہے۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اس صفحہ پر ایک نام نہاد "مفتی" نے مولوی احمد علی لاہور کے حوالہ سے ۱۹۵۳ء کی پاکستان کے خلاف بغاوت میں شریک ہونے والوں کو جنت کا سرٹیفکیٹ عطا کیا ہے اور دوسرے صاحب نے جو وہ بھی مفتی کے بورڈ سے اپنی دکان شہرت کو رونق بخشتے ہیں، بھٹو صاحب کے فیصلہ اسمبلی کا تذکرہ کرنے کے بعد یہ نوید سنائی ہے کہ احمدیت کی مخالفت کرنے والے ہر شخص کو "قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی"۔

اس بے بنیاد دعویٰ کے مطابق حقیقی معنوں میں حشر کے روز شفاعت کے اوّلین مستحق تو ان کے "محافظ ختم نبوت" مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی پارٹی کے ارکان اسمبلی ہیں جن کی جوتیوں کو اپنی پگڑیوں سے صاف کرنے کی فراخدلانہ پیشکش ان کی طرف سے کی گئی مگر ان لوگوں اور ان کی اسمبلی کی نسبت مولوی تاج محمود، چیف ایڈیٹر "لولاک" اور ان کے رفقاء کا اعلان سنئے:۔

"۷ ستمبر کو فاسق و فاجر حکومت نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ فرمایا"۔

(رسالہ لولاک فیصل آباد ۶ نومبر ۱۹۸۳ء صفحہ ۸)

دیوبندی امت کو مبارک ہو کہ اسے فاسق و فاجر حکومت کی طرف سے **مسلمان ہونے کی** سند عطا ہوئی۔ ہم احمدی بھی انہیں پکا سرکاری مسلمان یقین کرتے ہیں۔ ترکی کے ایک باکمال اور نغز گو شاعر نے اپنے ایک شعر میں کیا خوبصورت بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ملا کو مسلمان کہتا ہوں اور وہ مجھے کافر قرار دیتا ہے خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ **قیامت کے دن ہم دونوں جھوٹے ثابت ہونگے** ؂

اے مدعی نہیں ہے ترے ساتھ کردگار
یہ کفر تیرے دیں سے ہے بہتر ہزار بار

☆......☆......☆

هفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ابوالمسرور چوہدری)

سلمان رشدی کے تحفظ پر سرکاری خزانے سے ۱۰ ملین پاؤنڈ خرچ ہوئے

(لندن): سلمان رشدی کے تحفظ پر سرکاری خزانے سے دس ملین پاؤنڈ کی رقم خرچ ہوئی ہے۔ یہ رقم سپیشل برانچ کی طرف سے ۱۹۸۹ء میں ایران کے سابق راہنما امام خمینی کی طرف سے فتویٰ کے بعد سیکورٹی کے انتظامات پر خرچ کی گئی۔

☆......☆......☆

ایک سال میں ساٹھ ہزار مسلمانوں کو ہندو بنالیا گیا

(ہندوستان): بھارت میں انتہا پسند ہندوؤں کا اقلیتوں کے ساتھ تعصب پر مبنی ظالمانہ رویہ تشویشناک صورت حال اختیار کرتا جارہا ہے۔ اور صرف راجستھان میں ایک سال میں ۶۰ ہزار غریب مسلمانوں کو زبردستی ہندو مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا اور ایک علاقے میں دو ہندو لڑکیوں کی شادی دو مسلمان نوجوانوں سے کرنے کے خلاف انتہا پسند ہندوؤں نے سخت دھمکیاں دیں جس کی وجہ سے اس علاقے کے ہزاروں مسلمانوں کو نقل مکانی کرنا پڑی۔

یہ انکشاف بی بی سی کے ایک مذاکرے میں شریک کانگرسی راہنما شاہد صدیقی نے لندن میں کیا۔

☆......☆......☆

عراق پر پابندیوں کے باعث ۱۱ لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہوگئے

(عراق): عراقی محکمہ صحت نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی پابندیوں کے باعث اب تک ۱۱ لاکھ سے زائد افراد موت کے منہ میں جاچکے ہیں۔ عراقی ترجمان کے مطابق گزشتہ آٹھ سال میں عراق میں پیدا ہونے والے بچوں کی ۹٫۳ فیصد تعداد ہلاک ہوچکی ہے۔ جب کہ ۱۱٫۷ فیصد عورتیں زچگی کے بعد موت کے منہ میں چلی گئیں۔

(جنگ لندن ۱۰ ستمبر ۱۹۹۸ء)

☆......☆......☆

طلاق کا حق نہ ملنے کے باعث سینکڑوں یہودی عورتیں اذیت میں مبتلا ہیں

(لندن): برطانیہ میں سینکڑوں یہودی عورتیں مذہبی طور پر طلاق کا حق نہ ملنے کے باعث اذیّت کی زندگی گزار رہی ہیں۔ برطانیہ کے اخبار انڈی پینڈنٹ میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق اگرچہ ان عورتوں کو مقامی قانون کے مطابق سوِل طلاق مل چکی ہے لیکن ان کے یہودی شوہر انہیں مذہبی طلاق نہیں دیتے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۲۰ ستمبر ۱۹۹۸ء)

واقفات نو کے لئے گرہستی کی اعلیٰ تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جہاں تک بچیوں کا تعلق ہے اس سلسلے میں ماں باپ بارہا سوال کرتے ہیں کہ ہم انہیں کیا بنائیں۔ وہ تمام باتیں جو مردوں کے متعلق یا لڑکوں کے متعلق میں نے بیان کی ہیں وہ ان پر اطلاق پاتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ انہیں گھر گرہستی کی اعلیٰ تعلیم دینی بہت ضروری ہے اور گھریلو اقتصادیات سکھانا ضروری ہے کیونکہ بعید نہیں کہ وہ بچیاں واقفین کے ساتھ ہی بیاہی جائیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ بعید نہیں تو مراد یہ ہے کہ آپ کی دلی خواہش یہی ہونی چاہئے کہ واقفین بچیاں واقفین سے ہی بیاہی جائیں ورنہ غیر واقفین کے ساتھ ان کی زندگی مشکل گزرے گی اور مزاج میں بعض دفعہ ایسی دوری ہو سکتی ہے۔ ایک واقف بچی کا اپنے غیر واقف خاوند کے ساتھ مذہب میں اس کی کم دلچسپی کی وجہ سے گزارہ نہ ہو اور واقفین کے ساتھ شادی کے نتیجے میں بعض دوسرے مسائل اس کو در پیش ہو سکتے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔